بنا کر بھیج رہا ہوں، وہ اپنے خاندان میں سب سے زیادہ صالح آدمی ہیں، میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ اُن کے ساتھ کوئی بدعنوانی نہ کریں اور اپنے زیر اثر لوگوں کو بھی اس بات کی نہائش کر دیں[۱]۔"

۳۲. خط کی دوسری شکل

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، خدا کی حمد اور رسول اللہ پر درود کے بعد اہل کوفہ کو عبداللہ عثمان کی طرف سے واضح ہو کہ کوفیوں کی ایک جماعت میرے پاس آئی اور ولید بن عُقبہ کی شکایت کی اور اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے شراب پی ہے، اگر یہ شہادت ٹھیک تھی تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ولید کو حد شراب لگا دی گئی ہے اور اگر ان پر جھوٹا الزام تھا تو جھوٹوں کو خدا سزا دے گا، اس شکایت اور حدِ شراب کے بعد میں نے ولید کو گورنری سے معزول کر دیا ہے اور ان کی جگہ سعید بن عاص کو جو خاندانی شریف ہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا ہے، آپ لوگ خدائے جبار سے ڈریئے، سعید کا کہا مانئے اور ان کے ساتھ تعاون کیجیئے، حکومت کی خیر اندیشی اور مُناصرت آپ کا فرض ہے، تعلّی سے کام نہ لیجیئے، نہ غیبت کیجیئے اور نہ الزام لگایئے، سعید کا جو آپ کے گورنر ہیں اُن کی شایانِ شان احترام کیجیئے اور خلیفہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کیجیئے، میں نے سعید کو تاکید کر دی ہے کہ عدل و انصاف سے کام لیں اور سب کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ[۲]۔"

۳۳. سعید بن عاص کے نام

کوفہ پہنچ کر سعید بن عاص نے ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کی جس میں وہاں کے فتنہ انگیز رجحانات کی مذمت کرتے ہوئے لوگوں کو خبردار کیا کہ باز آجائیں ورنہ ان کے خلاف سخت کارروائی

۱؎ العقد الفرید ابن عبدربہ۔ مصر ۱۹۱۳ء۔ ۳/۹۱-۹۲ - ۲؎ فتوح ابن اعثم کوفی ورق ۳۰۳۔

کی جائے گی، پھر انہوں نے شہر کے حالات کا جائزہ لینا شروع کیا، اس وقت کوفہ میں چار طبقے تھے، ایک طبقہ ان پرانے مجاہدوں پر مشتمل تھا جن کی کوشش سے عراق فتح ہوا تھا اور جو ۱۵-۱۶ھ میں وہاں آباد ہو گئے تھے، ان میں بہت سے صحابی تھے اور بہت سے خاندانی عرب، اس طبقہ کا شمار شہر کے اشراف میں ہوتا تھا، دوسرا طبقہ ان عربوں کا تھا جو ۱۶ھ اور اس کے بعد فوج میں بھرتی ہوئے تھے اور ایران کی جنگوں میں حصہ لے کر کوفہ میں آباد ہو گئے تھے، ان کو روادف کہتے تھے، تیسرا طبقہ پہلے کی اولاد پر مشتمل تھا جو اب جوان تھی اور جن میں نئی اُمنگوں کے علاوہ باپ کی خدمات کا زعم بھی موجود تھا، چوتھا طبقہ موالی اور غلاموں کا تھا، جو اپنے آقاؤں کے اشارہ پر چلتے تھے، حالات کا جائزہ لے کر سعید بن عاص اس نتیجہ پر پہنچے کہ شہر میں شوریدہ سری اور باغیانہ رجحانات پیدا کرنے میں دوسرے اور تیسرے طبقہ کو خاص دخل ہے، یہ دونوں طبقے شہر پر چھائے ہوئے تھے، تعداد بھی ان کی سب سے زیادہ تھی، محض اپنا فائدہ اور اعزاز ان کے پیش نظر تھا، جاہل تنگ نظر لوگ تھے، ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو جاتے اور تشدد و قانون شکنی پر اتر آتے ان کے تمرد و من مانی کے سامنے پہلے طبقہ کے اکابر کی کم ہی چلتی تھی، سعید بن عاص نے مرکز کو ایک رپورٹ بھیجی جس میں لکھا تھا کہ کوفہ میں سرکشی اور فتنہ پروری کی ہوا چلی ہوئی ہے، دوسرا اور تیسرے طبقہ کے لوگ سر اٹھائے ہوئے ہیں اور شہر کے اشراف پر چھا گئے ہیں، عثمان غنیؓ نے جواب میں لکھا:-

"حکومت میں سب سے زیادہ عزت و منزلت پرانے مجاہدوں کو ہے جن کے ہاتھوں عراق فتح ہوا، پھر ان لوگوں کو جو بعد میں وہاں آباد ہوئے، البتہ اگر مجاہدین اولین حکومت کے ساتھ اصلاحی کاموں میں تعاون نہ کریں اور دوسرے طبقہ کے لوگ اس کے لئے تیار ہوں تب مجاہدین اولین کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے، سب کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ اور سب کے رتبہ کا خیال

رکھو، رتبہ کی پاسداری ہی میں انصاف ہے[1]:

۳۴-۳۵- سعید بن عاص کے نام

سعید بن عاص نے اپنی گورنری کوفہ کے ابتدائی زمانہ[2] میں ایک شریف عرب خاندان میں شادی کی، یہ خاندان عیسائی تھا، اس کے کچھ ممبر مسلمان تھے اور کچھ عیسائی، لڑکی کا بھائی مسلمان تھا لیکن باپ جس کا نام فرافصہ تھا اپنے آبائی مذہب پر قائم رہا، عثمان غنی کو اس شادی کا حال معلوم ہوا اور یہ بھی کہ لڑکی میں حسنِ صوری کے ساتھ سیرت کی بھی بہت سی خوبیاں ہیں، ان کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اگر اس کی کوئی بہن ہو تو خود اس سے شادی کرلیں، اُس وقت ان کی عمر ستر سے متجاوز تھی لیکن تھے بڑے مالدار اور خوش خوروخوش پوش اُن کی تین بیویاں زندہ تھیں، چوتھی بیوی کی گنجائش باقی تھی، عربی سماج میں جیسا کہ ہم کسی دوسرے موقع پر لکھ چکے ہیں تعددِ ازدواج کا عام رواج تھا، اس کے طبعی اور اقتصادی اسباب تھے، محض جنسی ہوس اس کی وجہ نہ تھی، عرب ایک قحط زدہ اور زیادہ تر بنجر ملک تھا اور اب بھی ہے جہاں بقائے حیات کے لئے اکثر غارت گری اور جنگ و قتال کا سہارا لینا پڑتا تھا، جنگ و قتال میں صرف مرد شریک ہوتے اور وہی مارے بھی جاتے، اس لئے عورتوں کی تعداد ہمیشہ مردوں سے زیادہ رہتی تھی اور چونکہ عورتیں مردوں کے سہارے جیتیں، ایک ایک مرد کو کئی کئی عورتوں کا کفیل ہونا پڑتا تھا، عرب معاشرہ میں کثیرالازدواج لوگ عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے کیونکہ کثرتِ ازواج کے معنیٰ تھے معاشی آسودگی جو چند خوش نصیبوں کو ہی میسر ہوتی تھی، عثمان غنی نے سعید کو یہ مراسلہ بھیجا:-

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے قبیلۂ کلب کی ایک عورت سے شادی کی ہے

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۶۲۔ [2] سعید بن عاص کے تقرر کی مشہور تاریخ ۳۰ھ ہے طبری وغیرہ کے راوی اسی کے حق میں ہیں، لیکن بلاذری نے فتوح البلدان میں ۲۹ھ دی ہے، طبری (تاریخ الامم ۵/۵۲) نے عثمان غنی کی نائلہ سے شادی کا سال ۲۸ھ دیا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ذیل کا فقرہ صحیح ہو تو ۲۸ھ میں سعید کوفہ کے گورنر ہو چکے تھے

مجھ کو لکھو اس کا حسب نسب کیا ہے اور اس کا حسن و جمال کس پایہ کا ہے۔"

سعید بن عاص کا جواب پاکر عثمان غنیؓ نے شادی کا ارادہ پکا کر لیا اور سعید کو لکھا:۔

"اگر اس لڑکی کی کوئی بہن ہو تو اس سے میری شادی کرا دو۔"[1]

سعید بن عاص کی تحریک پر فرافصہ اپنی لڑکی نائلہ کی عثمان غنی سے شادی کرنے کو تیار ہو گیا، شادی ہو گئی، نائلہ جیسا کہ توقع تھی اچھی بیوی ثابت ہوئیں، شادی کے چند سال بعد جس وقت عثمان غنی پر قاتلانہ حملہ ہوا تو یہ نائلہ ہی تھیں جنہوں نے اپنی جان کی بازی لگا دی اور شوہر پر جھک کر اپنے ہاتھ سے تلوار کا وار روکا اور اس کوشش میں دو انگلیاں قربان کر دیں۔ عدت کے بعد بہت دن تک امیر معاویہ ان سے شادی کرنے کے خواہشمند رہے اور ان کی طرف سے برابر تحریک و ترغیب کا سلسلہ جاری رہا لیکن نائلہ ساری عمر بیوہ رہنے کا تہیہ کئے ہوئے تھیں، ان کو سوتوں کے ساتھ رہنا گوارا نہ تھا، جب امیر معاویہ کا اصرار ختم نہ ہوا تو انہوں نے اپنے اگلے دو دانت توڑ کر اُن کے پاس بھیج دیئے۔[2]

۳۶۔ حبیب بن مسلمہ کے نام

سعید بن عاص کی امارت کوفہ کے زمانہ میں عثمان غنیؓ نے حبیب بن مسلمہ کو ارمینیہ پر چڑھائی کا حکم دیا، یہ حبیب شامی فوج کے ایک کمانڈر تھے، ان کو بازنطینی فوجوں سے لڑنے کا لمبا تجربہ تھا اور جنگی چالوں میں ان کا دماغ خوب چلتا تھا، ارمینیہ کے بیشتر ضلعوں پر بازنطینی قابض تھے، اس کے ایک قلیل مشرقی حصے پر مقامی خزر قوم کے رئیسوں کی حکومت تھی، ارمینیہ

---

[1] اغانی ابو الفرج مصر ۱۳۲۳ھ ۱۵/ ۷۰۔

[2] محبّر محمد بن حبیب بغدادی حیدر آباد ہند ۱۹۴۲ء ص ۳۹۶۔

بربروں کی ایک سے زیادہ تر کتاز یاں ہو چکی تھیں لیکن وہ مسخر نہیں ہوا تھا، خطرہ کے وقت وہاں کے رئیس ایک مقررہ خراج کا وعدہ کر کے صلح کر لیتے تھے اور جونہی خطرہ دور ہوتا اور عرب فوجیں لوٹ جاتیں وہ معاہدہ توڑ دیتے، مرکز کا فرمان پاکر حبیب چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ جس میں شام اور جزیرہ کے عرب تھے ارمینیہ روانہ ہو گئے اور اس کے چند اہم شہروں پر قبضہ کر لیا، ارمینیہ کے بہت سے لوگ بھاگ گئے اور قسطنطنیہ کی حکومت سے مدد مانگی، حبیب کو آئے ہوئے ابھی چند ہی مہینے گذرے تھے کہ ارمینیہ کے بازنطینی گورنر نے دوسرے مقامی رئیسوں کے تعاون سے ایک بڑا لشکر عربوں کو ملک سے نکالنے کے لئے تیار کیا اور حبیب سے نبرد آزما ہونے کے لئے بڑھا، حبیب نے عثمان غنی سے کمک مانگی تو انہوں نے گورنر کوفہ سعید بن عاص کو لکھا کہ مشہور شہسوار سلمان بن ربیعہ کی قیادت میں حبیب کے پاس رسد بھیجیں، سلمان چھ ہزار اور بقول بعض دس ہزار سوار لے کر روانہ ہوئے اس اثنا میں حبیب کی ہمت بڑھ گئی اور انہوں نے دشمن کو زک دینے کے لئے کچھ تی چالیں بھی سوچ لیں، وہ اور ان کی فوج چاہتی تھی کہ کوفیوں کی آمد سے ۔ پہلے دشمن پر فتح حاصل ہو تاکہ مالِ غنیمت سے نوواردوں کو حصہ نہ دینا پڑے، ایک رات حبیب نے بڑی حکمت سے دشمن کے کیمپ پر شبخون کر دیا، دشمن اس غیر متوقع حملہ سے بوکھلا گیا اس کے بہت سے سپاہی قتل ہوئے، بہت سے گرفتار کر لئے گئے، باقی مع بازنطینی سپہ سالار کے فرار ہو گئے، حبیب اور ان کی فوج کو بہت بڑی مقدار میں مالِ غنیمت ملا، ابھی اس کی تقسیم ہوئی نہیں تھی کہ کوفہ کی کمک سلمان بن ربیعہ کی کمان میں یلغار کرتی آپہنچی اور غنیمت سے حصہ طلب کیا، حبیب اور ان کے فوجی اکابر اس کے لئے تیار نہ ہوئے، انہوں نے کہا: ہم نے آپ کی مدد بغیر اپنے خون پسینہ سے فتح حاصل کی ہے، مالِ غنیمت میں آپ کو کیوں شریک کریں؟ اس کے حقدار صرف ہم ہیں، عمائدینِ کمک: یہ صحیح ہے کہ ہم نے جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لیا، لیکن نفسیاتی طور پر ہمارے آنے کی خبر ہی سے حوصلہ

پا کر آپ نے شبخون کیا اور جیتے لہذا بالواسطہ فتح میں ہم شریک ہیں۔ فریقین میں رد و قدح ہونے لگی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ حبیب اور سلمان کے فوجیوں نے تلواریں سونتیں[1]

فتوح ابنِ اعثم میں ہے :۔

"کار بدینجا رسید کہ ہر دو لشکر شمشیر برکشیدند و روئے بمحاربہ یکدیگر نہادند، میانِ ایشاں جنگ عظیم اُفتاد، لشکرِ کوفہ قوی تر بود، لشکرِ حبیب کہ ماندۂ جنگ و زخم خوردہ بود بشکستند و اول عداوتے کہ میانِ اہلِ عراق و شام افتاد ایں جنگ بود۔"[1]

حبیب بن مسلمہ نے عثمان غنی کو صورتِ حال سے مطلع کیا تو یہ جواب آیا :۔

"مالِ غنیمت کے حقدار صرف شام کے مجاہد ہیں"[2]

۳۷ - خط کی دوسری شکل

"اہلِ عراق کو بھی مالِ غنیمت میں شریک کرو"

یہ فرمان جو پہلے کی تردید ہے فتوح ابنِ اعثم کے راویوں نے بیان کیا ہے، ہمارے خیال میں پہلا خط زیادہ مستند ہے کیونکہ اس کی تائید ابوبکر صدیقؓ[3] اور عمر فاروقؓ کے خطوط سے بھی ہوتی ہے، عمر فاروقؓ نے اسی طرح کے ایک تنازعہ میں لکھا تھا :۔

"مالِ غنیمت اُن لوگوں کا حق ہے جو عملاً لڑائی میں شریک ہوں"

لیکن عمر فاروقؓ کے اس حکم کی تردید میں ان کی طرف تین[4] اور خط منسوب کیے گئے ہیں، ان میں سے دو خطوں میں حکم ہے کہ اگر کمک کے لوگ جنگ کے بعد تین دن کے اندر اندر آجائیں تو ان کو بھی غنیمت میں شریک کیا جائے اور تیسرے میں اس بات کا کہ اگر کمک کے لوگ مقتولینِ جنگ کے دفن ہونے سے پہلے وارد ہوں تو ان کو حصہ دیا جائے، اس نوع کا تضاد

---

[1] فتوح ابنِ اعثم ورق ۲۹۰ - [2] فتوح البلدان طبع لائڈن ایڈیٹر ڈی غوئے ۱۹۵۳ ص ۱۹۸ - [3] کنز العمال ۲/ ۳۶۱
[4] عمر فاروق کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق پہلا ایڈیشن ۱۹۵۹ء، ص ۱۵۱ - ۱۵۴ -

بالعموم ایسے خطوں میں زیادہ پایا جاتا ہے جو مالی معاملات یا مادی فوائد سے تعلق رکھتے ہیں جن کو راوی اپنے یا اپنے اسکول کے فقہی مسلک کی حمایت میں گڑھ لیتے تھے۔

۳۸۔ معاویہ بن ابی سفیان کے نام

ابو ذر دیہات کے باشندے تھے، مسلمان ہونے کے بعد ایک بار انہوں نے رسول اللہؐ سے سرکاری عہدہ کی فرمائش کی لیکن رسول اللہؐ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ امارت و حکومت ایک سنگین بوجھ ہے جس کے تمہارے کمزور کندھے متحمل نہیں ہو سکتے[1]۔ ابو ذرؓ کا علی حیدرؓ سے پرانا اور قریبی تعلق تھا، عمار بن یاسر اور مقداد بن عمرو کی طرح وہ بھی علی حیدرؓ کی خلافت کے سرگرم حامی ہی نہیں بلکہ پرجوش کارکن بھی تھے، ان کو توقع تھی کہ علی حیدر خلیفہ ہو کر ان کو کوئی عہدہ دیں گے اور ان کی وہ دیرینہ خواہش پروان چڑھے گی جس کو رسول اللہؐ پورا نہ کر سکے تھے، ابو بکر صدیقؓ کے انتخاب سے بگڑ کر جب علی حیدرؓ نے اپنی خلافت کی مہم شروع کی اور اس کے لئے رضاکار فراہم کرنے لگے تو جن لوگوں نے سب سے پہلے ان کی بیعت کی ان میں ابو ذر بھی تھے، عمر فاروقؓ کے عہد میں وہ شام کے مورچہ پر جہاد میں مصروف رہے، عثمان غنی کے انتخاب کے وقت وہ مدینہ میں موجود تھے، ابو ذر علی حیدر کی پارٹی کے ایک مضبوط ستون تھے، عثمان غنی اور ان کے اعمال کی مذمت کیا کرتے تھے، بہت دن تک عثمان غنی ان کی تبرا برداشت کرتے رہے لیکن جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو انہوں نے ابو ذر کو شام جلاوطن کر دیا، ۳۰ھ سے چند سال پہلے یہودی نومسلم ابن سبا حکومت کا تختہ الٹنے اور علی حیدرؓ کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کے لئے مہم شروع کر چکا تھا، وہ بڑے اسلامی شہروں کا دورہ کرتا ہوا شام آیا، ابو ذر کے سامنے اپنا مشن پیش کیا، ابو ذر کی حکومت دشمن سرگرمیاں اور زیادہ بڑھ گئیں اور ان کی زبان طعن اور زیادہ تیز ہو گئی، امیر معاویہ پر جن کو عمر فاروقؓ نے شام کا گورنر مقرر کیا تھا، اُن کا اعتراض یہ تھا کہ وہ محاصل حکومت کو کل کا کل عوام پر

---

[1] سنن کبریٰ ۱۰/۹۵۔

نہیں خرچ کرتے، عمالِ حکومت اور مالداروں سے ان کو یہ شکایت تھی کہ وہ ضرورت سے فالتو روپیہ ناداروں کو دینے کی بجائے پس انداز کر لیتے ہیں، وہ اپنی تقریروں میں یہ تہدید آمیز الفاظ بار بار دہراتے: بشر الذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ بمکاو من نار تکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم۔ جو لوگ روپیہ جمع کرتے ہیں اور اسلام کی ترقی کے لئے خرچ نہیں کرتے ان کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو آگ سے داغا جائے گا۔ امیر معاویہ کہتے کہ اگر میں سرکاری آمدنی کی ایک ایک پائی خرچ کر ڈالوں تو حکومت کیسے چلے اور بیرونی خطرہ کا مقابلہ کیسے ہو؟ مالدار کہتے: زندگی آماجگاہِ حوادث ہے اگر سب کچھ خرچ کر ڈالیں تو آڑے وقت کیسے کام چلے گا، وہ اپنی تائید میں قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ولا تجعل یدک مغلولۃ إلی عنقک ولا تبسطھا کل البسط: نہ تو خرچ کرنے سے بالکل ہاتھ روک لو اور نہ اتنی فراخ دلی سے خرچ کرو کہ کچھ نہ بچے۔ ابو ذر کی تحریک خوب زور پکڑ گئی، نادار اور قلاش مالداروں اور سرکاری عہدہ داروں کا پیچھا کرتے اور ان کو غیرت دلاتے اور روپیہ مانگتے، اُن لوگوں کا گھر میں رہنا یا باہر نکلنا مشکل ہو گیا، انہوں نے امیر معاویہ سے شکایت کی اور بتایا کہ ابو ذر کی تحریک نہ صرف دمشق بلکہ سارے شام میں پھیلتی جارہی ہے اور اگر اس کی فوری روک تھام نہ کی گئی تو سنگین انقلاب برپا ہو جائے گا، امیر معاویہ نے عثمان غنیؓ سے ابو ذر کی شکایت کی اور لکھا کہ فوراً ان کو شام سے بلا لیجئے، عثمان غنیؓ نے جواب میں لکھا:-

> فتنہ وار کے سانڈ نے نتھنے اور آنکھیں پھلا لی ہیں اور جست لگانا ہی چاہتا ہے اس لئے اُس کے زخم مت کریدو، ابو ذر کو میرے پاس بھیج دو، اُن کے ساتھ زاد راہ اور ایک رہبر بھی کرو، نیز لطف و محبت سے پیش آؤ، جہاں تک ہوسکے نہ خود زیادتی کرو نہ اپنے ماتحتوں کو کرنے دو[1]۔

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۶۶ و تاریخ کامل ابن اثیر ۳/۴۴۔

۳۹۔ خط کی دوسری شکل

"تمہارا خط موصول ہوا، ابوذر کے حالات معلوم ہوئے، میرا خط پاتے ہی اُن کو ننگے پالان پر سوار کرنا اور ایک ایسے سخت ساربان کو ان کے ہمراہ کرنا جو رات دن اونٹ چلائے تاکہ ابوذر پر خواب طاری ہو جائے اور وہ میرے اور تمہارے ذکر سے غافل ہو جائیں"[1]

۴۰۔ خط کی تیسری شکل

"جُندُب (ابوذر) کو ایک سخت اور تکلیف دہ اونٹ پر سوار کر کے میرے پاس بھیج دو"[2]

۴۱۔ خط کی چوتھی شکل

"میرا خط پا کر جُندُب بن جُنادہ (ابوذر) کو ننگے پالان پر بٹھا کر یہاں بھیج دو"[3]

۴۲۔ ابوذر کے نام

"میرے پاس آجاؤ، میں معاویہ کی نسبت تمہارے حقوق کا زیادہ خیال رکھوں گا اور تمہارے ساتھ زیادہ بہتر طرح پیش آؤں گا"[4]

۴۳۔ عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے نام

عمر فاروق کے عہد میں اسلامی فتوحات کا دائرہ شمال میں قبق پہاڑ (CAUCASUS) تک وسیع ہو گیا تھا، یہ پہاڑ بحر خزر (CASPIAN SEA) سے شروع ہو کر بحر اسود (BLACK SEA) تک پھیلا ہوا تھا، اس لمبے کوہی سلسلہ میں کئی جگہ درے تھے جن سے ہو کر شمال کی طرف سے جنوب اور جنوب کی طرف سے شمال کے علاقہ میں جانا ممکن تھا، دروں کے علاوہ بحر خزر کے ساحل اور قبق پہاڑ کے مابین ایک کھلا میدان بھی تھا، جس سے اکثر شمال کے روسی اور ترکی چھاپہ مار

---

[1] فتوح ابن اعثم کوفی ورق ۲۹۳۔ [2] شرح نہج البلاغۃ ۱/ ۲۴۱۔ [3] عیون الاخبار ادریس بن حسن انف قلمی ۲/ ۲۶۸۔ [4] تاریخ الخمیس دیار بکری ۲/ ۶۹۔

جنوب کے شہروں پر جو فارسی قلرو میں تھے ترکتازی کیا کرتے تھے، نوشیرواں عادل نے اپنے علاقہ کے بچاؤ کے لئے میدان اور دروں میں پتھر کی دیواریں چنوا دیں، دیواروں میں لوہے کے دروازے بنوا دیئے اور ان کی حفاظت کے لئے مسلح گارڈ مقرر کر دیئے، بحرِ خزر کے ساحل سے قبق پہاڑ تک جو دیوار بنی وہ سب دیواروں سے زیادہ لمبی تھی، اس میں بھی ایک آہنی دروازہ بنایا گیا اور دروازہ سے متصل ایک مستحکم قلعہ تعمیر کیا گیا، یہ دروازہ اور قلعہ بحرِ خزر کے ساحل سے بہت نزدیک تھا، یہاں ایک شہر وجود میں آیا جس کا نام باب (دروازہ) یا باب الابواب (سب سے بڑا دروازہ) پڑ گیا[۱]

عمر فاروقؓ کی فوج نے باب پر چڑھائی کی تو اس علاقہ کے فارسی گورنر نے مسلمانوں سے معاہدہ کر لیا جس کا ماحصل یہ تھا کہ اس کی فوجیں مسلمانوں کے ساتھ مل کر باب پار کے روسی دشمن سے لڑیں گی اور اس خدمت کے عوض ان سے کوئی جزیہ یا ٹیکس نہیں لیا جائے گا لیکن اس کی باقی رعایا کو ایک مقررہ ٹیکس دینا ہوگا، باب کے عرب ملٹری گورنر ایک صحابی عبدالرحمٰن بن ربیعہ تھے، یہ وقتاً فوقتاً باب پار کی روسی بستیوں پر ترکتازی کرتے اور مالِ غنیمت لے کر لوٹ آتے، عمر فاروقؓ کے بعد عثمان غنیؓ کے عہد میں بھی انہوں نے کئی بار روسی علاقہ پر غازگری کی اور بڑھتے بڑھتے وہاں کے بڑے شہر بلنجر تک پہنچ گئے، اس اثناء میں کوفہ کے بہت سے ایسے سپاہی ان کی زیرِ کمان آ گئے جن کے دل میں نہ تو جہاد کی لگن تھی اور نہ وہ عثمان غنیؓ ہی سے خوش تھے، اُن کا مقصد عربوں میں بے اطمینانی اور پھوٹ ڈالنا تھا، عثمان غنیؓ اس حقیقت سے واقف تھے، اس لئے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو خبردار کر دیا کہ کوفہ کی نو وارد فوج کو ساتھ لے کر باب پار کی مہم پر نہ جائیں، لیکن عبدالرحمٰن نے تنبیہ کی طرف کوئی خاص دھیان نہ دیا اور حسب معمول روسی علاقہ میں جہاد کرنے نکل گئے اور بڑھتے

---

[۱] احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مقدسی لائڈن ۱۹۰۶ء ایڈیٹر۔ دی غوئے ص ۳۷۶ و معجم البلدان ۲/۹-۱۱ و مروج الذہب حاشیہ تاریخ کامل ۲/۳-۴۔

بڑھتے بلنجر تک پہنچ گئے، رومیوں نے ان کو بری طرح گھیر لیا، ان کی اپنی فوج نے خاطرخواہ مقابلہ نہیں کیا، عبدالرحمن اور ان کے بیشتر مجاہد مارے گئے، عثمان غنیؓ کے تنبیہی خط کا مضمون یہ تھا:-

"معاشی آسودگی نے میری رعایا کے لوگوں کو گستاخ و سرکش بنا دیا ہے (اور تمہاری فوج میں ایسے کافی لوگ آگئے ہیں)، لہذا باب کے پار کے رومی علاقہ میں زیادہ مت گھس جانا ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے"[۱]

۴۴- اکابر کوفہ کے نام

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ عثمان غنیؓ کے انتخاب سے اکثر اصحاب شوریٰ ناخوش تھے نیز یہ کہ مدینہ میں تین سیاسی پارٹیاں پیدا ہو گئی تھیں، ایک علی حیدرؓ کے حامیوں کی، دوسری طلحہ بن عبیداللہ اور تیسری زبیر بن عوام کے ہوا خواہوں کی، ان پارٹیوں کی مہم بازی مدینہ کے باہر تین سب سے بڑی عرب چھاؤنیوں، کوفہ، بصرہ اور فسطاط (مصر) میں بھی جاری رہی، طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن عوام بڑے مالدار اور صاحب جائداد تھے، اس لئے یہ روپیہ پیسہ سے بھی اپنے مشن کو تقویت پہنچاتے رہے، یوں تو بصرہ، کوفہ اور مصر سے لوگ برابر مدینہ آتے جاتے رہتے اور ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھتے لیکن حج کے موقع پر ہر پارٹی کے کارکن یکجا ہوتے اور اپنے کاموں کا جائزہ لیتے اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اپنا لائحۂ عمل مرتب کرتے، اسی زمانہ میں ایک نومسلم یہودی ابن سبا عربی افق پر سیاہ بادل کی طرح اٹھا، یہ رجعت کا قائل تھا، یعنی اس بات کا کہ رسول اللہؐ پیغمبر مسیح کی طرح آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور ایک مقررہ مدت کے بعد لوٹ کر آئیں گے، ان کی عدم موجودگی میں علی حیدر ان کی جانشینی کے سب سے زیادہ اہل تھے لیکن ابوبکر صدیق عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ نے خلافت غصب کر لی اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ موجودہ حکومت

---

[۱] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۸، و تاریخ کامل ابن اثیر ۳/۵۰۔

کا تختہ الٹ کر علی حیدرؓ کو خلیفہ بنانے کی کوشش کرے، ابن سبا بڑے شہروں کا دورہ کرتا اور وہاں حکومت کی بیخ کنی کے لئے خفیہ کارکن مقرر کرتا اور خط و کتابت نیز سفیروں کے ذریعہ پھوٹ اور انقلاب کے کاموں میں ان کی رہنمائی کرتا، علاوہ بریں ساری عرب چھاؤنیوں اور خاص طور سے کوفہ میں ایک مذہبی طبقہ بھی ابھر آیا تھا جس کے ہاتھ میں عوام کی مذہبی و ذہنی قیادت تھی، اس طبقہ میں بھی دو قسم کے لوگ تھے، ایک عثمان غنی اور ان کی حکومت کے حامی اور دوسرے ان کے مخالف، گورنر کوفہ سعید بن عاص کی مجلس میں ایک دن عراق کے سرسبز دیہاتی علاقہ (سواد) کا ذکر ہو رہا تھا کہ مجلس کے ایک نوجوان نے گورنر سے کہا کہ اگر ساحلِ فرات کی مزروعہ اراضی آپ کی جائداد ہوتی تو کتنا اچھا تھا! مجلس کے وہ لوگ جو دل سے عثمان غنی کے بدخواہ اور ان کی حکومت کے مخالف تھے یہ سن کر برہم ہوئے اور بولے: "تو ہمارے مفتوحہ اراضی کو قریش کی ملک بنانا چاہتا ہے!" اس ذرا سی بات پر تو تو میں میں بڑھی اور مجلس کے کئی افراد نے جن کو حکومت سے پرخاش تھی اور جو مذہبی امامت میں بھی مبتلا تھے جیسے اشتر نخعی، جندب اور کمیل، اٹھ کر اس نوجوان اور اس کے والد پر ٹوٹ پڑے، گورنر سعید برابر روکتے رہے لیکن ان لوگوں نے ایک نہ سنی اور اس وقت تک نہ ہٹے جب تک کہ باپ بیٹے بیہوش نہ ہو گئے، گورنر نے مجلس کرنا بند کر دی، مارنے والے اور ان کے ہمخیال سعید اور ان کے حامیوں پر اپنے محلوں کی مسجدوں میں برملا طعن کر کے لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے لگے، حکومت کے چند وفاداروں نے سعید سے اس تبرابازی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: "مجھے امیر المومنین نے منع کر دیا ہے کہ کوئی قدم ایسا نہ اٹھاؤں جس سے فضا خراب ہو لہٰذا اگر آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست خلیفہ سے رجوع کیجئے" چنانچہ شہر کے بعض اکابر نے عثمان غنی کو اشتر وغیرہ کی سرگرمیوں سے مطلع کر کے سفارش کی کہ ان کو شہر سے جلاوطن کر دیا جائے، عثمان غنیؓ نے جواب میں لکھا:-

"اگر آپ سب کی یہ رائے ہے تو ان فسادیوں کو معاویہ کے پاس شام بھیج دیجئے"[1]

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۸۵-

۴۵۔ معاویہ بن ابی سفیان کے نام

"اہلِ کوفہ نے فسادیوں کی ایک جماعت کو جو فتنہ انگیزی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جلا وطن کر کے تمہارے پاس دمشق بھیجا ہے، ان کو ڈراؤ دھمکاؤ اور ان پر نظر رکھو، اگر وہ سنبھل جائیں تو ان کی بات ماننا اور اگر ان کی اصلاح نہ ہو اور تم کو زچ کریں تو ان کا کہا نہ ماننا۔"[1]

انساب الاشراف میں ہے کہ خود سعید بن عاص نے اُشتر اور ان کے ساتھیوں کی خلیفہ سے ان الفاظ میں شکایت کی تھی:-

"جب تک اُشتر اور اس کے ساتھی جو قرآن خواں (قُراء) کہلاتے ہیں لیکن ہیں سُفہاء (بیہودہ اور احمق) کوفہ میں ہیں وہاں امن قائم رکھنا میرے بس سے باہر ہے۔"[2]

۴۶۔ اُشتر نخعی کے نام

سعید کی مذکورہ بالا شکایت پڑھ کر اور ان کے سفیروں سے اُشتر وغیرہ کے طرزِ عمل کی توثیق کرنے کے بعد عثمان غنی نے اُشتر کو یہ توبیخ آمیز مراسلہ بھیجا:-

"تمہارے دل میں ایسے مجرمانہ ارادے ہیں جن کو اگر تم ظاہر کر دو تو تمہارا قتل واجب ہو جائے، میں سمجھتا ہوں تم اپنی معاندانہ سرگرمیوں سے اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک تم پر کوئی تباہ کن مصیبت نہ آجائے گی، میرا خط پا کر شام چلے جاؤ کیونکہ تم اہل کوفہ کو باغی بنا رہے ہو اور ان کو تباہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہو۔"[3]

۱۔ سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۸۶۔

۲۔ انساب الاشراف ۵/۴۰۔

۳۔ ایضاً ۵/۴۰-۴۱۔

۴۷۔ خط کی دوسری شکل

"اُشتر، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم فتنہ انگیزی میں مشغول ہو، کوفہ میں فساد برپا کرنا چاہتے ہو اور مسلمانوں کو لڑانے کے درپے ہو، بخدا تم جو کچھ کر رہے ہو بُرا کر رہے ہو اور آخر کار پشیماں ہوگے، میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے کرتوتوں سے باز آجاؤ ورنہ قتل کے مستحق ہو جاؤ گے۔ لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم اپنی شر انگیزی اس وقت تک نہ چھوڑو گے جب تک کوئی بڑی مصیبت جس کا ٹالنا ناممکن ہو تم پر نازل نہ ہو جائے، اس وقت تمہارا کوفہ میں رہنا مناسب نہیں اس خط کو پڑھ کر بے درنگ شام چلے جاؤ بشرطیکہ تم خلیفہ کی اطاعت اپنا فرض ہی سمجھو، اس جماعت کو بھی ساتھ لے لو جو تم کو شر اور فساد کی ترغیب دیتی ہے، میرے حکم ثانی تک شام نہ چھوڑنا، تم کو وہاں بھیجنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم فساد برپا کر رہے ہو اور لوگوں کو میری بغاوت پر اُبھار رہے ہو[1]"

۴۸۔ سعید بن عاصؓ کے نام

انساب الاشراف میں سعید کے مذکورہ بالا شکایتی خط کا جواب جو مرکز کی طرف سے ان کو موصول ہوا نہیں بیان کیا گیا لیکن فتوح ابن اعثم کوفی میں اس کا متن ان لفظوں میں ہے:۔

"واضح ہو کہ تمہارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ جب تک اُشتر کوفہ میں موجود ہے وہاں امن وحکومت قائم رکھنا محال ہے، یہ کیسی کم ہمتی کی باتیں ہیں، تمہارے انتظامی معاملات اور سرکاری فرائض میں دخل دینے والا اُشتر کون ہوتا ہے، اور میری ہدایات کے مطابق تمہارے اقدامات میں وہ کیسے روڑے اٹکا سکتا ہے! تاہم میں اس کو ایک تحریر بھیج رہا ہوں جو بھجوا دینا، اُشتر نیز اشرار و سفہاء

---

[1] فتوح ابن اعثم کوفی قلمی ورق ۳۰۶ - ۳۰۷۔

کی اس ٹولی کو جو اس کی معاون ہے اس جگہ بھیج دو جہاں جلا وطنی کی میں نے
ہدایت کی ہے، اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہو[۱]"

۴۹۔ خط کی دوسری شکل

"اُن کو شام بھیج دو اور تاکید کر دو کہ وہاں کے سرحدی علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسری
جگہ نہ جائیں[۲]"

۵۰۔ سعید بن عاص کے نام

اَشتر نخعی اور ان کے ساتھی جب دمشق پہنچے تو امیر معاویہ نے ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا، ایک بڑی اور عمدہ عمارت میں ان کو ٹھہرایا اور دونوں وقت اپنے ساتھ ہی ان کو کھانا کھلاتے، جب تکان سفر اُتر گئی اور نو وارد خوب تازہ دم ہو گئے تو امیر معاویہ نے ان کو کئی صحبتوں میں دوست اور ناصح کی طرح سمجھایا بجھایا کہ اپنی فتنہ انگیزی سے باز آجائیں اور امن پسند بن جائیں۔ لیکن ان کو مکمل ناکامی ہوئی، اَشتر اور ان کے ساتھیوں کی مذہبی رعونت امیر معاویہ کے دانشمندانہ مشوروں کے سامنے جھکنے کو تیار نہ ہوئی اور وہ اپنی دشمنی پر اڑے رہے بلکہ اس جماعت کے بعض افراد نے امیر معاویہ سے سخت گستاخانہ اور نازیبا باتیں کیں، اس کے علاوہ یہ لوگ دمشق میں جس سے ملتے اس کو پھوٹ اور بغاوت کی تلقین کرتے، امیر معاویہ ان سے مایوس ہو گئے اور ان کو شام میں فتنے کی پرچھائیاں پڑتی نظر آنے لگیں تو انہوں نے خلیفہ کو ایک عریضہ لکھا جس میں ان قُرّاء کی بیمار نفسیات پر روشنی ڈالتے ہوئے درخواست کی تھی کہ ان کو شام سے بلا لیا جائے، خط کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو:-

"آپ نے میرے پاس ایسے لوگ بھیجے ہیں جو شیطان کی زبان سے شیطانی باتیں کرتے ہیں، جو قرآن کی آڑ لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، ان کا مقصد مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور سول وار برپا کرنا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اگر یہ لوگ شام

---

[۱] فتوح ابن اعثم کوفی قلمی ورق ۲۰۶-۲۰۷۔ [۲] واقدی۔ تاریخ الامم ۵/۹۰

میں ٹھہرے رہے تو یہاں کے باشندوں میں بھی فتنہ انگیز رجحانات پیدا کردیں گے ....."

عثمان غنی نے امیر معاویہ کو لکھ دیا کہ قُراء کو کوفہ لوٹا دو، وطن پہنچ کر یہ پہلے سے زیادہ جرأت و شدت سے حکومت پر طعن کرنے لگے، گورنر سعید نے بڑے سخت الفاظ میں مرکز سے ان کی شکایت کی، عثمان غنی نے اب ان کو شمالی شام کے شہر حمص جلاوطن کرنے کا حکم صادر کیا۔ جہاں مشہور جنرل خالد بن ولید کے صاحبزادے ضلع گورنر تھے۔

"ان مفسدوں کو عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس جلاوطن کردو"[1]

۵۱۔ اَشتر نخعی اور ان کی پارٹی کے نام

دوسرا خط عثمان غنی نے خود اَشتر اور ان کے ساتھیوں کو اس مضمون کا ارسال کیا:

"واضح ہو کہ میں نے تم کو حمص جلاوطن کرنے کا حکم دیا ہے، میرا یہ خط وصول کرکے تم وہاں چلے جانا، یہ کارروائی مجبوراً کی گئی ہے کیونکہ تم اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہو، والسلام"[2]

۵۲۔ سعید بن عاص کے نام

کوفہ میں اَشتر نخعی کے ہمخیال بہت سے لوگ تھے، ان میں سے ایک کا نام کعب بن عُبیدہ تھا، یہ نہ صحابی تھا نہ سن رسیدہ، کثرت عبادت سے اَشتر کی طرح اس کے سر میں بھی انانیت کی ہوا بھر گئی تھی اور تشدد فی الدین نے اس کا دماغی توازن خراب کردیا تھا، اس نے عثمان غنی کو ایک گستاخ مراسلہ بھیجا جو عتاب و ملامت اور پند و موعظت سے بھرا ہوا تھا، عتاب تھا اَشتر اور ان جیسے شوریدہ سروں کو جلاوطن کرنے پر، عتاب تھا اپنے کنبہ والوں کو سرکاری عہدے دینے اور ان کو مسلمانوں پر مسلط کرنے پر، ملامت تھی حق و راستبازی چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کرنے پر، یہ مراسلہ اس نے ایک قاصد کی معرفت عثمان غنی کو بھیجا

---

[1] واقدی۔ طبری ۵/۹۰ - [2] تاریخ الامم ۵/۹۰۔

اسے پڑھ کر ان کو غصہ آیا اور انہوں نے گورنر کوفہ سعید بن عاص کو لکھا کہ کعب بن عبیدہ کو ایک بدشکل اور بدمزاج سپاہی کی نگرانی میں مدینہ بھیج دیا جائے، جب کعب ان کے سامنے حاضر ہوا تو وہ ایک جوان مگر دُبلا پتلا اور حقیر سا آدمی تھا، عثمان غنی نے طنز سے کہا: "صاحبزادے تم مجھ کو حق و راستبازی کی تعلیم دینے چلے ہو حالانکہ تم پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب میں حق و باطل سے آشنا ہو چکا تھا" کعب نے اپنی ریاضتی انانیت کا مظاہرہ کیا اور بیہودہ باتیں کیں۔ عثمان غنی کے حکم سے اس کے کپڑے اتارے گئے اور بیس کوڑوں کی اس کو سزا دی گئی، پھر اس کو کوفہ بھیج دیا گیا اور گورنر کو ہدایت کی گئی کہ اس کو قید میں ڈال دیا جائے، اس واقعہ سے مدینہ کی پارٹیوں کو شورش اور پروپیگنڈہ کا نیا مواد مل گیا، طلحہؓ، زبیرؓ وغیرہ نے کعب کی سزا اور رسوائی کے خلاف عثمان غنی سے احتجاج کیا اور ان کو سخت سست کہا، عثمان غنی نے بھی شاید محسوس کیا کہ موجودہ حالات میں کعب کے کوڑے لگوانا مناسب نہ تھا یا ممکن ہے ان کے ضمیر نے ملامت کی ہو، بہرحال چند دن بعد گورنر کوفہ سعید بن عاص کو ان کا یہ خط موصول ہوا:-

"میرا خط پاتے ہی کعب کو اس کی پہاڑی قید سے کوفہ بلالو اور میرے پاس بھیج دو، اس معاملہ میں اہتمام خاص اور عجلت سے کام لینا"

جب کعب بن عبیدہ مدینہ آیا تو عثمان غنی اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے اور کہا: "کعب تمہارا خط بڑا سخت تھا، اور تم نے بہت نازیبا باتیں لکھی تھیں، مجھے ڈانٹا تھا اور دھمکیاں دی تھیں، اگر تمہارا خط قاعدہ میں ہوتا تو میں تمہاری نصیحت قبول کرلیتا، تمہاری بدتمیزی اور گستاخی پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے تم کو سزا دی، جس طرح تمہارے مجھ پر حق ہیں اسی طرح میرے بھی تم پر ہیں، بہرحال مجھے اپنے کئے پر ندامت ہے، یہ کہہ کر انہوں نے کوڑا منگوایا اور کعب کو دے کر اپنی قمیص اتاری اور کہا: جتنے کوڑے میں نے مارے تھے اتنے ہی میرے مار کر قصاص لے لو" کعب شرما گیا اور قصاص نہ لیا[1]۔

---

[1] فتوح ابن اعثم کوفی قلمی ورق ۳۱۲ - ۳۱۶۔

۵۲۔ کوفہ کے باغیوں کے نام

جیسے جیسے ابنِ سبا کی تحریک زور پکڑتی گئی اور مدینہ کی تینوں سیاسی پارٹیوں کا اثر اور پروپیگنڈا اسلام کے مرکزی شہروں میں بڑھتا گیا ویسے ویسے عثمان غنیؓ اور اُن کی حکومت کی مخالفت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ ۳۴ھ میں حالات اتنے بگڑ گئے تھے کہ خلیفہ نے اپنے صوبائی گورنروں کو مدینہ طلب کیا تاکہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی مؤثر لائحۂ عمل بنایا جاسکے۔ شام سے امیر معاویہ آئے، مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کوفہ (عراق) سے سعید بن عاص، بصرہ (عراق) سے عبداللہ بن عامر، مصر کے سابق گورنر عمرو بن عاص کو بھی مدعو کیا گیا، ان لوگوں اور خلیفہ نے ایک دوسرے کو اپنے اپنے علاقوں کے حالات سے مطلع کیا، پھر ہر گورنر نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق شورش و بغاوت روکنے کے لئے تجویزیں پیش کیں، کافی غور و خوض کے بعد طے ہوا کہ:

(۱) جہاں تک ہوسکے عربوں کو وطن سے دور فوج کشی اور فتوحات میں مشغول رکھا جائے تاکہ خوشحالی کے ساتھ فرصت کا خطرناک جوڑ ان کو باغیانہ سرگرمیوں کی طرف مائل نہ کرسکے۔

(۲) باغی اور شری عناصر کی تنخواہیں بند کردی جائیں۔

کانفرنس کے فیصلہ کا مخالفین بےصبری سے انتظار کر رہے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا تقریباً سوا سال پہلے کوفہ کے سربرآوردہ مذہبی و قبائلی لیڈر اَشتر نخعی آٹھ نو دوسرے عبادت گذاروں کے ساتھ اپنی باغیانہ سرگرمیوں کی بنا پر پہلے دمشق اور پھر حمص جلاوطن کردیئے گئے تھے۔ حمص کا والی سخت تھا، اس نے اشتر اور اُن کی پارٹی کو خوب آڑے ہاتھوں لیا اور ایسا سخت پکڑا کہ انہوں نے حکومت پر طعن کرنا چھوڑ دیا اور بظاہر نیک سیرت بن گئے۔ یہ دیکھ کر والیٔ حمص نے اشتر نخعی کو بلایا اور کہا: اگر تم مدینہ جا کر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے خلیفہ کے سامنے اظہارِ افسوس و پشیمانی کرلوگے اور آئندہ نیک چلن رہنے کا وعدہ کروگے تو تم کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اَشتر نخعی مدینہ چلے گئے۔ اتفاق کی بات کہ گورنروں کی کانفرنس کے وقت وہ مدینہ میں

موجود تھے، کانفرنس کی قرارداد معلوم کر کے وہ حمص چلے گئے اور گورنر کو بتایا کہ خلیفہ نے ان کو اجازت دے دی ہے کہ جہاں چاہیں رہیں، ان کو لوٹے ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ کوفے ایک قاصد آیا اور وہاں کے ایک بڑے آدمی کا خط دیا جس میں تھا کہ فوراً کوفہ آجاؤ، بغاوت کے لئے حالات بالکل سازگار ہیں، یہ بڑا آدمی یزید بن قیس تھا، ابن سبا کا چیلا اور کوفہ کی مخالف پارٹی کا سرگرم کارکن، جب سعید بن عاص کانفرنس کی شرکت کے لئے مدینہ روانہ ہوئے تھے تو اس نے بغاوت کی مہم چلا دی تھی، تاہم نائب گورنر اور حکومت کے دیگر وفادار لیڈروں نے شہر میں کھلم کھلا گڑبڑ نہ ہونے دی، یزید بن قیس کا مراسلہ پا کر اشتر اور ان کے ساتھی حمص سے بھاگ نکلے اشتر جمعہ کے دن کوفہ میں وارد ہوئے اور سیدھے بڑی مسجد گئے جہاں لوگ نماز جمعہ کے لئے جمع ہو رہے تھے، انہوں نے کہا: "حضرات، میں خلیفہ عثمان کے پاس سے چلا آرہا ہوں سعید نے ان کو مشورہ دیا ہے کہ کوفہ کے مردوں اور عورتوں کی تنخواہیں اور الاؤنس کم کر دیے جائیں" اس خبر سے لوگوں میں ہیجان پیدا ہو گیا، مخالف پارٹی نے طے کیا کہ ہم سعید کو معزول کرتے ہیں اور کوفہ میں نہیں داخل ہونے دیں گے، کوئی ہزار آدمی یزید بن قیس اور اشتر نخعی کی قیادت میں شہر کے باہر جرعہ نامی مقام پر جو مدینہ سے کوفہ کی سڑک پر واقع تھا خیمہ زن ہو گئے اور جب گورنر سعید مدینہ کانفرنس سے لوٹ کر واپس آرہے تھے ان کو روک لیا اور کہا: "لوٹ جاؤ، ہم تمہیں نہیں چاہتے" سعید نے مزاحمت نہیں کی، بس اتنا کہا: "اس لاؤ لشکر کی کیا ضرورت تھی، اپنا ایک نمائندہ امیرالمومنین کے پاس اور دوسرا میرے پاس بھیج دیتے آپ کا مقصد پورا ہو جاتا" اشتر نے طیش میں آکر سعید کے ایک نوکر کو جس نے کہا تھا کہ امیر واپس نہیں ہوں گے قتل کر دیا، سعید مدینہ لوٹ گئے، خلیفہ نے پوچھا: کیا مخالفین بغاوت پر آمادہ ہیں؟ سعید: بظاہر وہ میری جگہ دوسرا گورنر چاہتے ہیں، عثمان غنی: ان کی نظر انتخاب کس پر ہے؟ سعید: ابوموسیٰ اشعری پر۔ عثمان غنی: میں ابوموسیٰ کی گورنری کی توثیق کر دوں گا، بخدا میں نہیں چاہتا کہ کسی کو میری بغاوت کا بہانہ ملے یا میرے خلاف کوئی دلیل ہاتھ آئے، ہم کو صبر کرنا

چاہیئے جیسا کہ ہمیں حکم ہے: فلما أنفعنا أبا موسى عليهم والله لا نجعل لأحد عذرا ولا نترك لهم حجة ولنصبرن كما أمرنا۔ اس کے بعد عثمان غنیؓ نے اشتر اور ان کی پارٹی کے نام یہ مراسلہ بھیجا:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، واضح ہو کہ میں نے ابوموسیٰ اشعری کو جنہیں تم نے پسند کیا ہے کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا ہے اور سعید (بن عاص) کو اس عہدہ سے ہٹا دیا ہے، بخدا میں اپنی آبرو تمہارے سامنے بچھاتا رہوں گا اور صبر کروں گا اور جہاں تک ہو سکے گا تمہارے ساتھ مصالحت رکھنے کی کوشش کروں گا لہٰذا تم بے دریغ اپنے مطالبات پیش کرتے رہو، میں ان کو پورا کروں گا بشرطیکہ ایسا کرنے سے خدا کی معصیت نہ ہوتی ہو، میں نہیں چاہتا کہ تم کو میری نافرمانی کا کوئی بہانہ ملے"[1]

۵۴۔ اشتر اور ان کی پارٹی کے نام

فتوح ابن اعثم کے راویوں کا بیان ہے کہ جب سعید بن عاص کو اشتر کے سپاہیوں نے کوفہ میں داخل ہونے سے روکا اور وہ مدینہ لوٹ گئے تو عثمان غنیؓ نے اشتر اور ان کی پارٹی کے نام یہ مراسلہ بھیجا:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عثمان امیرالمومنین کی طرف سے مالک اشتر اور ان مسلمانوں کے نام جو ان کے معاون اور پیرو ہیں، واضح ہو کہ خلیفہ کی مخالفت اور اس پر لعن طعن کرنا سنگین جرم ہے، جو شخص اس جرم کا مرتکب ہوگا اس کا انجام خواری اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا، میرے افسر اور عامل (سعید بن عاص) کی تم نے جو بے حرمتی کی اس کا حال مجھے معلوم ہوا، تم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تمہاری زیادتیاں تم کو ہی نقصان پہنچائیں گی۔ تم نے خدا کی غیظ و غضب کا دروازہ

---

[1] سیف بن عمر، تاریخ الامم ۵/ ۹۵ - ۹۶ -

اپنے اوپر کھول لیا ہے، عوام کو فتنہ میں ڈھکیلا ہے اور میری بیعت توڑ کر غدر و بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہو، میری رعایا میں سب سے پہلی جماعت تمہاری ہے جس نے میری مخالفت کی اور مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کی سنت قائم کی تمہاری تقلید میں جو لوگ میری مخالفت کریں گے اور میری اطاعت سے منحرف ہوں گے اس کی ذمہ داری اور وبال تمہارے سر ہوگا، اُس خدا سے ڈرو جس سے تم نے منہ موڑ لیا ہے اور اپنی بدکرداری سے توبہ کرو شاید تمہیں نجات حاصل ہو، اگر تم نہیں چاہتے کہ سعید بن عاص تمہارے گورنر ہوں تو مجھے لکھ کر بھیجو کہ تم کس کو پسند کرتے ہو اسی کو تمہارا گورنر مقرر کردیا جائے گا انشاء اللہ"[1]

۵۵۔ اشتر نخعی اور ان کی پارٹی کے نام

اشتر نخعی نے اہل کوفہ کی طرف سے بن کے ایک بڑے حصہ پر وہ اور کئی دوسرے خود غرض لیڈر چھائے ہوئے تھے، عثمان غنی کو مذکورہ بالا مراسلہ کا جواب لکھا جو گستاخی، تعلی اور خود ستائی سے پُر تھا، اس کا مضمون اُس خط سے بہت مشابہ ہے جو انساب الاشراف میں بیان ہوا ہے اور جس کو آپ ابو موسیٰ اشعری اور حُذیفہ بن یمان والے خط کے زیر عنوان عنقریب پڑھیں گے، اشتر نخعی کے اس عتاب نامہ کا جواب ابن اعثم کوفی کی زبانی :۔

"واضح ہو کہ تمہارا خط ملا، میں نے اس کو بغور پڑھا، تمہاری دیدہ دلیری پر حیرت ہے کہ تم ایسے امور پر مجھے ملامت کر رہے ہو جو میں نے نہ تو خود کئے ہیں اور نہ جن کی میں نے اجازت دی ہے، یہ شیطانی آرزوئیں ہیں جنہوں نے تم سے یہ خط لکھوایا ہے، تمہاری انتہائی جہالت مجھ سے خفگی اور ناراضگی کا باعث ہے، تم اپنے بارے میں حسنِ ظن کے مرض میں مبتلا ہو، تم بھٹک گئے ہو لیکن سمجھتے ہو کہ راہِ راست پر گامزن ہو، تم نے ابو موسیٰ اشعری کو گورنر کوفہ اور حُذیفہ بن یمان

---

[1] فتوح ابنِ اعثم کوفی ورق ۳۱۹ / ۳۲۰۔

کو ناظمِ خراج بنانے کی خواہش کی ہے ، میں تمہاری یہ خواہش پوری کرتا ہوں ، خدا سے ڈرو جس کے پاس سب کو لوٹ کر جانا ہے اور نا سمجھی سے فتنہ و فساد کا دروازہ مت کھولو اور اپنی مخالفت سے قومی اتحاد کو غارت نہ کرو ، جو باتیں میں نے نہیں کہی ہیں اور جو کام میں نے نہیں کئے ہیں میری طرف منسوب نہ کرو ، میں راہِ حق سے نہیں ہٹ سکتا اور اس کو چھوڑ کر تمہارا راستہ جس پر نفسانیت کے غلبہ نے تم کو لا ڈالا ہے ، اختیار نہیں کر سکتا ، خدا سے دعا ہے کہ مجھے راہِ راست پر قائم رکھے اور تم کو بھی اس پر لا ڈالے اور اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھے وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ العلی العظیم[۱]

۵۶ ۔ ابو موسیٰ اشعری اور حُذیفہ بن یمان کے نام

بلاذری نے انساب الاشراف میں سعید بن عاص کی معزولی سے متعلق لکھا ہے کہ اشتر اور اُن کی پارٹی کا مطالبہ صرف یہی نہ تھا کہ ابو موسیٰ اشعری کو گورنر بنایا جائے جیسا کہ سیف بن عمر کی رائے ہے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ ایک دوسرے صحابی حُذیفہ بن یمان کو مالیات کا وزیر یا ڈائرکٹر مقرر کیا جائے جیسا کہ فتوح ابنِ اعثم کے راوی کہتے ہیں ، بالفاظ دیگر مخالف جماعت ابو موسیٰ کے اختیارات مذہبی اور عام انتظامی غیر سیاسی معاملات تک محدود رکھنا چاہتی تھی حُذیفہ عمر فاروقؓ کے عہد میں مالیاتِ عراق کے وزیر رہ چکے تھے ، فوجی کمانڈر بھی تھے ، انہوں نے کوفہ کے ماتحت علاقوں کی فتوحات میں حصہ لیا تھا ، اس سلسلہ میں اشتر کے رول کا ذکر کرتے ہوئے بلاذری کے راوی کہتے ہیں : اشتر نے ولید بن عقبہ کا گھر لٹوا دیا ، اس میں سعید بن عاص کا روپیہ اور سامان بھی تھا ، لوگ مکان کا دروازہ تک اکھیڑ لے گئے ، اشتر ابو موسیٰ سے ملے اور کہا : آپ اہلِ کوفہ کی مذہبی قیادت کیجیے اور حُذیفہ ابن یمان ، ماتحت علاقوں اور خراج کی نگرانی کریں ، پھر اشتر نے عثمان غنی کو یہ مراسلہ بھیجا :۔

---

[۱] فتوح ابن اعثم کوفی ، ورق ۲۲۲ / ۲۲۳ ۔

"مالک بن حارث کی طرف سے مبتلائے آزمائش، خطاکار، سنت و قرآن سے منحرف خلیفہ کے نام، تمہارا خط موصول ہوا ، تم اور تمہارے حاکم جب ظلم و ستم نیز نیکوکاروں کو جلاوطن کرنے سے باز آجائیں گے اس وقت ہم بھی تمہاری اطاعت کریں گے، تم کہتے ہو کہ "ہم اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں" یہ تمہاری خام خیالی ہے جس نے تم کو تباہ کیا ہے اور جس نے جور و ستم کو تمہاری نظر میں عدل اور باطل کو حق بنا کر پیش کیا ہے، ہماری وفاداری مطلوب ہے تو پہلے اپنی بداعمالیاں چھوڑ دو، توبہ کرو، خدا سے معافی مانگو اپنی ان زیادتیوں کی جو تم نے ہمارے اوپر کی ہیں، ہمارے صالح لوگوں کو شہر بدر کر کے، انہیں جلاوطن کر کے اور نوعمروں کو ہمارا گورنر بنا کر، اس کے علاوہ ہمارے شہر کا والی ابوموسیٰ اشعری اور (ناظم مالیات) حُذیفہ کو بنائی ہمیں ان دونوں پر اعتماد ہے"

انساب کے رپورٹر اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عثمان غنیؓ نے یہ خط پڑھ کر کہا:- "مالک میں توبہ کرتا ہوں" پھر ابوموسیٰ اور حُذیفہ کو یہ مشترک فرمان بھیجا:-

"تم کو اہلِ کوفہ نے پسند کیا ہے اور مجھے تمہاری لیاقت اور کارکردگی پر اعتماد ہے تم اپنے عہدہ کا چارج لے لو اور راست بازی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دو، خدا سے دعا ہے کہ میری اور تمہاری خطائیں معاف فرمائے"[۱۵۱]

۵۷۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام

مصر میں ابن سبا کے علاوہ جو لوگ حکومت دشمن سرگرمیوں میں پیش پیش تھے ان میں یہ تین قابلِ ذکر ہیں محمد بن ابی بکرؓ، محمد بن ابی حُذیفہؓ اور عمار بن یاسرؓ، ۳۳ھ کے لگ بھگ محمد بن ابی بکرؓ عثمان غنیؓ سے ناراض ہو کر فسطاط چلے گئے تھے اور وہاں کی بڑی مسجد میں باقاعدہ ان کی مذمت کیا کرتے تھے، ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے اور بی بی عائشہ کے بھائی تھے، جوان، اُمنگوں

---

۱۵۱ انساب الاشراف ۵ / ۴۶ ۔

سے بھرپور، یار دوستوں کی ترغیب و تحریص نے حکومت و اقتدار کی پیاس اور زیادہ بڑھادی تھی عثمان غنیؓ سے ان کی ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ ان کے ذمہ کوئی مالی یا دوسرے قسم کا مواخذہ پڑا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ عثمان غنیؓ خاص رعایت کرکے ان کو مواخذہ سے بچالیں لیکن عثمان غنیؓ نے ان سے حق لے کر حق دار کو دلوادیا، وہ چاہتے تھے کہ خلیفہ کوئی بڑھیا سا عہدہ دیں لیکن ان کی یہ خواہش بھی پوری نہ ہوئی، وہ ناراض ہوکر فسطاط چلے گئے[1]

محمد بن ابی حُذیفہ بچپن میں یتیم ہوگئے تھے، عثمان غنیؓ نے ان کو پالا پوسا تھا، پڑھنا لکھنا ان کو آتا تھا لیکن زندگی کا تجربہ نہ تھا، نہ معاشرہ میں کوئی وقعت حاصل تھی، نہ ایسے جوہر تھے جن کی مدد سے کسی بڑے عہدہ کو سنبھال سکتے، عثمان غنی خلیفہ ہوئے تو محمد نے کسی بڑے منصب کی فرمائش کی، عثمان غنیؓ منصب دینے کو تیار نہ ہوئے، محمد خفا ہوگئے اور طے کیا کہ کہیں باہر جاکر قسمت آزمائی کریں گے، انہوں نے عثمان غنیؓ سے پردیس جانے کی اجازت مانگی جو مل گئی اور سفر مصر کے لئے روپیہ بھی مہیا کردیا گیا، فسطاط پہنچ کر محمد بن ابی حُذیفہ عثمان غنیؓ کے مخالف کیمپ سے وابستہ ہوگئے اور محمد بن ابی بکر کی طرح مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر ان کی برائیاں کیا کرتے، انہوں نے ایک ستم یہ بھی کیا کہ رسول اللہؐ کی بیویوں کی طرف سے خود مصریوں کے نام خط گھڑتے اور عام جلسوں میں پڑھ کر سناتے، ان خطوں میں خلیفہ کی مذمت ہوتی اور بغاوت کی دعوت[2]۔

۳۴ھ میں بازنطینی بیڑے سے مصری بیڑے کی ایک زبردست لڑائی عبداللہ بن سعد بن ابی سَرح کی قیادت میں ہوئی، اس مہم میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حُذیفہ دونوں شریک تھے، لیکن ان کا مشن دشمن سے لڑنا نہ تھا بلکہ اپنی فوج میں گورنر مصر اور خلیفۂ مدینہ کے خلاف نفرت و اشتعال پیدا کرنا تھا، ایک موقع پر محمد بن ابی حُذیفہ یہ نعرے لگاتے سنے گئے: مسلمانو! تم بازنطینیوں سے جہاد کرنے چلے ہو حالانکہ جس سے جہاد کرنا چاہیئے وہ پیچھے ہے

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۱۳۶ - [2] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۱۳۵ و کتاب الولاۃ والقضاۃ کندی۔ ایڈیٹر رفن گسٹ مصر ۱۹۱۲ء ص ۱۴، ۱۵۔

(یعنی عثمان) کمانڈران چیف دونوں برخود غلط جوانوں کی حرکتوں پر خون کے گھونٹ پیتے رہے اور جنگ سے واپس آکر خلیفہ کو اُن کی شکایت لکھی تو یہ جواب آیا:-

"محمد بن ابی بکر کو اس کے والد ابوبکر (صدیق) اور اس کی بہن عائشہؓ کی خاطر چھوڑتا ہوں، محمد بن ابی حُذیفہ قریش کا جوان ہے، میرا بیٹا اور بھتیجہ جس کو میں نے پالا ہے اس لئے اس کو بھی معاف کرتا ہوں"۔[1]

۵۸. عبداللہ بن سعد بن ابی سَرح کے نام

صحابی عمار بن یاسرؓ کو ۲۱ھ میں عمر فاروقؓ نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا، زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ وہاں کے امانیت میں سرشار مذہبی دنیائی اکابر نے مرکز سے اُن کی شکایتیں شروع کر دیں، ایک اہم شکایت یہ تھی کہ ان میں حکومت کی سمجھ بوجھ نہیں ہے عمر فاروقؓ نے ان کو برطرف کر دیا، وہ مدینہ آگئے اور خلافت وسیاست کے معاملات سے گہری دلچسپی لینے لگے، ان کو اول دن سے عثمان غنی کا انتخاب ناگوار تھا، وہ علی حیدرؓ کے آدمی تھے اور عثمان غنی نیز ان کے کنبہ کے ارباب اقتدار کو مطعون کیا کرتے تھے، ان کی نامناسب، توہین آمیز اور اشتعال انگیز باتوں پر عثمان غنی نے کئی بار ان کو ڈانٹا اور ایک قول یہ ہے کہ پٹیا یا پٹوایا بھی تھا، اس لئے عمار بن یاسرؓ کے دل کا غبار اور زیادہ بڑھ گیا تھا، صلح جوئی عثمان غنی کی ممتاز صفت تھی، وہ اپنے نکتہ چینیوں کو رامی اور مطمئن کرنے کی برابر کوشش کرتے تھے، مطالبات مان کر ہی نہیں بلکہ اظہار افسوس وندامت سے بھی عمار بن یاسرؓ کی تالیف قلب کی بھی انہوں نے کوششیں کیں، ان کی ایک کوشش یہ تھی کہ ۳۵ھ میں انہوں نے ایک اہم مشن عمار بن یاسرؓ کے سپرد کیا، اس مشن کا پس منظر مختلف راویوں نے مختلف طرح بیان کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ عثمان غنی نے محمد بن ابی حُذیفہ

---

[1] انساب الاشراف ۵۰۱/۵۔

کی پے در پے شکایتیں سننے کے بعد ان کی استمالت کے لیے پندرہ ہزار روپیہ کا عطیہ اور کچھ تحفے بھیجے، محمد نے اس عطیہ کو اپنے باغیانہ مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کیا، انہوں نے روپے اور تحفے مسجد میں رکھوائے اور ایک اشتعال انگیز تقریر کی اور کہا کہ یہ خلیفہ کی ایک چال ہے جس کے ذریعہ وہ مجھے خریدنا اور میری سرگرمیوں سے مجھ کو باز رکھنا چاہتے ہیں، اس واقعہ کے بعد عثمان غنیؓ پر لعن طعن اور زیادہ بڑھ گئی، محمد مصریوں کے ہیرو بن گئے اور مصر و مدینہ کی حکومت اُلٹنے میں زیادہ تن دہی سے لگ گئے، عثمان غنیؓ سے محمد کی بڑھتی ہوئی باغیانہ سرگرمیوں کی شکایت کی گئی تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ اپنا ایک معتمد مصر بھیجیں جو شکایتوں کی جانچ کر کے ان کو مطلع کرے، انہوں نے عمار بن یاسرؓ کو بلایا اور کہا پچھلی باتوں پر مجھے افسوس ہے اور میں معافی کا خواستگار ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تمہارا دل میری طرف سے صاف ہو جائے، میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی کدورت نہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں تم کو ایک اہم کام میں اپنا نمائندہ بنا کر مصر بھیجنا چاہتا ہوں، تم جا کر تحقیق کرو کہ محمد کی جو شکایتیں مجھے بھیجی گئی ہیں کہاں تک صداقت پر مبنی ہیں، عمار کا دل صاف نہ ہوا، وہ مصر جا کر وہیں رہ پڑے، مخالف پارٹی سے مل گئے، عثمان غنیؓ کی غیبت شروع کر دی، مصریوں کو ان کے اور ان کی حکومت کے خلاف بھڑکایا، محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ کے دستِ راست بن گئے، ان کی حوصلہ افزائی کی اور مدینہ پر چڑھائی کرنے کی تجویز کی پُرجوش حمایت، گورنر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے عمار کی شکایت کی اور ان کو سزا دینے کی اجازت مانگی تو یہ فرمان آیا:۔

> "ابن ابی سرح، سزا اور سختی کی بات غلط ہے، عمار بن یاسر کے سفر کا معقول انتظام کر کے ان کو میرے پاس بھیج دو۔"[۱]

عمار بن یاسر کا مصر سے نکلنا تھا کہ وہاں اشتعال کی نئی لہر دوڑ گئی، مخالف پارٹی نے

---

[۱] انساب الاشراف ۵/۵۱۔

مشہور کردیا کہ ظالم حکومت نے ایک ممتاز صحابی کو زبردستی ملک بدر کردیا ہے، محمد بن ابی بکر محمد بن ابی حُذیفہ، ابنِ سبا اور دوسرے لوگوں نے صورتِ حال سے خوب فائدہ اٹھایا۔

۵۹۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

عثمان غنیؓ کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ ان کے گورنروں کو ظالم و سفاک مشہور کیا جائے تاکہ عوام میں بے چینی پیدا ہو اور وہ حکومت کی بساط اُلٹنے میں مخالف پارٹیوں کا ساتھ دیں، مخالف پارٹیوں کے ایجنٹ جہاں دوسرے ہتھکنڈے استعمال کرتے وہاں یہ خبریں بھی پھیلاتے کہ گورنر صدر مقاموں کے باشندوں کو طرح طرح کی جسمانی اور ذہنی اذیتیں پہنچاتے ہیں، مدینہ کے چند وفادار اکابر عثمان غنیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا: "آپ کے گورنروں کی زیادتیوں کی خبریں سارے شہر میں مشہور ہو رہی ہیں، آپ کو بھی ان کا کچھ علم ہے!" عثمان غنی نے لاعلمی ظاہر کی، اکابر نے مشورہ دیا کہ بڑے شہروں میں اپنے نمائندے بھیج کر اس بات کی تحقیق کرائیں کہ کہاں تک گورنروں کے ظلم و ستم کی مزعومہ خبریں درست ہیں، عثمان غنیؓ نے محمد بن مسلمہؓ (صحابی)، کو کوفہ، اسامہؓ بن زید (صحابی) کو بصرہ، عبداللہ بن عمرؓ (صحابی) کو دمشق، عمار بن یاسرؓ (صحابی)، کو فسطاط اور کچھ دوسرے افراد کو دوسرے صدر مقاموں کو بھیج دیا، یہ نمائندے باستثنائے عمار بن یاسرؓ تحقیق کرکے آئے اور رپورٹ دی کہ گورنروں کے ظلم و ستم کی شکایتیں بالکل بے بنیاد ہیں، عمار بن یاسر علی حیدرؓ کے حامیوں میں سے تھے اور عثمان غنی اور ان کے خاندان کے مخالف، فسطاط پہنچ کر وہ حکومت دشمن پارٹی میں جس کی قیادت ابن سبا اور مدینہ کے کچھ دوسرے ذی اثر افراد جیسے محمد بن ابی بکر صدیق اور محمد بن ابی حُذیفہ کر رہے تھے، ضم ہو گئے اور بڑے جوش سے مخالفانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے، وفادار اکابر مدینہ کی شکایت سن کر جس کا اوپر ذکر ہوا ایک طرف عثمان غنیؓ نے اپنے نمائندے تحقیق حال کے لئے بھیجے اور دوسری طرف ایک مراسلہ صدر مقاموں کے مسلمانوں کو ارسال کیا جس میں اس بات کی دعوت دی تھی کہ جن لوگوں کے ساتھ گورنروں نے

زیادتیاں کی ہوں وہ حج کے موقع پر حاضر ہوں اور خلیفہ نیز گورنروں کے رو برو اپنی شکایتیں پیش کریں، خط کا مضمون یہ تھا:۔

"واضح ہو کہ گورنروں کو میری تاکید ہے کہ ہر سال حج کے موقع پر مجھ سے ملیں جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے سارے مسلمانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے کی پوری آزادی دے رکھی ہے چنانچہ جب بھی میرے یا میرے حاکموں کے خلاف کوئی شکایت کی جاتی ہے اس کو دور کر دیتا ہوں، میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سارے حقوق سے رعیت کے مقابلہ میں دست بردار ہو گیا ہوں، اہل مدینہ نے رپورٹ کی ہے کہ میرے گورنر کچھ لوگوں کو مارتے ہیں اور کچھ کو برا بھلا کہتے ہیں، اگر کسی کے ساتھ ایسا کیا گیا ہو تو وہ حج کے موقع پر آئے اور اپنی شکایت پیش کرے، اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا خواہ زیادتی میری ہو یا میرے حکام کی، اگر وہ چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے۔ فَإِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ"[1]

۶۰۔ باغیوں کو وثیقہ

یوں تو حج کے موقع پر عام طور پر سب گورنر جمع ہوتے ہی تھے، تاہم عثمان غنیؓ نے مذکورہ بالا شکایت کے بعد خاص طور پر ان گورنروں کو حاضر ہونے کی تاکید کر دی جو اُن کے کہنے کے تھے اور جن کو بدنام کرنے کی مخالف پارٹیاں مہم چلائے ہوئے تھیں، بصرہ سے عبداللہ بن عامر آئے، دمشق سے امیر معاویہ، مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حال میں کوفہ کے معزول کردہ گورنر سعید بن عاص اور مصر کے سابق حاکم عمرو بن عاص کو بھی مشورہ کے لئے طلب کیا گیا، جب یہ پانچوں آ گئے تو عثمان غنی نے پوچھا: "زدوکوب اور سب وشتم کی یہ شکایتیں کیوں مشہور ہو رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے ان کی کچھ اصل ضرور ہے؟" گورنروں نے کہا: "آپ نے اپنے نمائندے بھیجے تھے جو اچھی طرح پوچھ گچھ اور تحقیق کر کے آپ کو رپورٹ دے چکے ہیں کہ یہ خبریں بے بنیاد ہیں، یہ محض پروپیگنڈا ہے

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۵/۹۸ - ۹۹۔

اور مخالف پارٹیوں کا ایک ہتھکنڈا جس کے ذریعے وہ عوام کو ہمارے اور آپ کے خلاف بھڑکانا چاہتے ہیں۔" عثمان غنی: "تمہاری رائے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟" سعید بن عاص: "مخالف پارٹیوں کے اکابر اور پروپیگنڈا بازوں کو پکڑ کر قتل کر دیجئے۔" عبداللہ بن سعد: "جب آپ رعایا کے حقوق پوری طرح ادا کر رہے ہیں تو آپ ان سے بھی اپنا حق (اطاعت و وفاداری) وصول کیجئے، ان کو اس طرح شتر بے مہار چھوڑ دینا سراسر نقصان دہ ہے۔" امیر معاویہؓ: "آپ نے مجھے شام کا حاکم بنایا ہے، وہاں کے لوگوں سے آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوئی۔" عثمان غنیؓ: "اپنی رائے دو۔" امیر معاویہ: "شوریدہ سروں اور بغاوت پسندوں کی اچھی طرح خبر لیجیے۔" عثمان غنی: "عمروؓ تمہاری کیا رائے ہے؟" عمروؓ: "آپ رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں، آپ نے عمرؓ سے زیادہ ان کو آزادی دے رکھی ہے، میری رائے ہے کہ ان کے ساتھ آپ کا سلوک ویسا ہونا چاہیے جیسا ابوبکرؓ اور عمرؓ کا تھا، یعنی سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی، ایسے لوگوں کے ساتھ سختی ضروری ہے جو فساد اور افتراق پیدا کرنا چاہتے ہیں، آپ کا سب کے ساتھ ملاطفت سے پیش آنا صحیح نہیں ہے۔" سب کی رائے سننے کے بعد عثمان غنی نے کہا: "جس فتنہ کے دروازے کھلنے کا عرب قوم کے ہاتھوں مجھے اندیشہ ہے وہ کھل کر رہے گا، اس کو حتی الامکان بند رکھنے کا میری رائے میں یہی طریقہ ہے کہ نرمی سے کام لیا جائے۔ مخالفین کے مطالبے بشرطیکہ ان سے حدود اللہ نہ ٹوٹیں پورے کیے جائیں، اس کے باوجود بھی اگر دروازہ کھل جائے تو اس کی ذمہ داری میرے اوپر نہ ہوگی اور کسی کو میرے خلاف کچھ کہنے یا کرنے کا موقع نہ رہے گا، خدا پر خوب روشن ہے کہ میں سب کا بھلا چاہتا ہوں، بخدا فتنہ کی چکی چل کر رہے گی اور عثمان کی یہ خوش نصیبی ہوگی کہ دنیا سے جائے تو اس چکی کے چلانے میں اس کا کوئی ہاتھ نہ ہو"........[1]

حج کے بعد گورنر اپنے اپنے مرکزوں کو لوٹ گئے۔ لیکن امیر معاویہؓ نے جانے سے پہلے بڑے صحابہ (علی حیدرؓ، طلحہؓ، زبیرؓ وغیرہ) سے مخلصانہ اپیلیں کیں کہ حکومت دشمن سرگرمیاں چھوڑ دیں

---

[1] سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۱۰۱/۵ و تاریخ کامل ابن اثیر ۱۰/۳۔

ان اپیلوں سے دلوں کی کدورت اور جذبات کا اشتعال اور بڑھ گیا، ان میں سے بعض نے امیر معاویہ کو خوب ڈانٹا ڈپٹا اور طعنے دیئے امیر معاویہ کو باور ہو گیا کہ بغاوت ہو کر رہے گی جانے سے پہلے انہوں نے عثمان غنی سے باصرار کہا کہ میرے ساتھ شام چلیے لیکن وہ تیار نہ ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ اچھا میں ایک فوج بھیجے دیتا ہوں جو آپ کی حفاظت کرے گی عثمان غنی: "اس شہر میں فوج کے خورونوش اور رہائش کے بندوبست سے باشندوں کو زحمت ہوگی یہ بھی مجھے گوارا نہیں۔" امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ): اب تو آپ کو دھوکہ سے مار دیا جائے گا یا باغی آپ سے جنگ کریں گے؟" عثمان غنی: "حسبی اللہ ونعم الوکیل"

ہر سال کی طرح اس سال (۳۵ھ) بھی مخالف پارٹیوں کے لیڈر حج کرنے آئے، مدینہ، فسطاط کوفہ اور بصرہ ان کے ہیڈ کوارٹر تھے، سفیروں اور خط وکتابت کے ذریعہ وہ ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھتے ہی تھے، لیکن حج کے موقع پر ان کو ایک دوسرے سے بالمشافہ ملاقات کا موقع مل جاتا جب وہ سر جوڑ کر بیٹھتے اور اپنی باغیانہ سرگرمیوں کا جائزہ لیتے اور اپنی حکومت دشمن پالیسی میں ضروری ترمیم وتنسیخ کرتے۔ اس کے علاوہ مدینہ کے بڑے صحابہ سے بھی ملاقات ہو جاتی اور ان کے مشورہ سے بھی استفادہ کیا جاتا، ان مخالف پارٹیوں نے عثمان غنی کی مزعومہ بدعنوانیوں کی ایک فہرست تیار کی اور ان کا ایک وفد مدینہ آیا اور خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ اپنی بدعنوانیوں[۱] کی صفائی پیش کریں، اس کارروائی سے ان کا مقصد عثمان غنی کو بدنام کرنا اور پروپیگنڈے کے لئے نیا مواد فراہم کرنا تھا، عثمان غنی نے سارے اعتراضوں کا ایک ایک کرکے جواب دیا اور ایسا جو ہر اس شخص کو جس کی آنکھوں پر پارٹی وفاداری یا ذاتی منفعت یا محدود مفاد کی عینک نہ ہوتی مطمئن کر سکتا تھا لیکن یہ لیڈر مطمئن تو کیا ہوتے الٹا انہوں نے عثمان غنی کے جوابات کو عذرِ گناہ بدتر از گناہ سے تعبیر کیا اور اس عزم سے اپنے اپنے مرکزوں کو چلے گئے کہ اگلے سال موسم حج پر مسلح ہو کر آئیں گے اور خلیفہ کو نوکِ شمشیر معزول کر دینگے۔

آٹھ نو ماہ کے مزید پروپیگنڈے کے بعد تینوں پارٹیاں مسلح ہو کر اپنے اپنے مرکزوں سے مدینہ کی طرف

---

[۱] ان کا جائزہ پیا... دیکھیے ص ۶۷ — ۱۱۰

روانہ ہوئیں، ان کا مقصد عثمان غنی کو معزول کرنا تھا اگر راضی خوشی تیار نہ ہوں تو قتل کر کے، ہر پارٹی کی تعداد لگ بھگ چھ سو بتائی جاتی ہے، بصرہ پارٹی کے پانچ کمانڈر تھے جن میں سے ایک حکیم بن جبلہ تھا جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، کمان اعلیٰ ایک صحابی حرقوص بن زہیر کے ہاتھ میں تھی جو چند سال بعد علی حیدر کی خلافت میں ایک ممتاز خارجی لیڈر ہو کر مارے گئے، یہ پارٹی زبیر بن عوام کی طرف مائل تھی، بصرہ میں زبیر کی کافی جائداد اور تجارت تھی اور وہاں کے عربوں کی ایک جماعت کو اُن کی مالی امداد نے اپنا وفادار بنا لیا تھا، کوفہ پارٹی کے پانچ کمانڈروں میں سے ایک اشتر نخعی (صحابی) تھے جن کے بارہ میں آپ پہلے بہت کچھ پڑھ چکے ہیں، اس پارٹی پر طلحہ بن عُبید اللہ چھائے ہوئے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ کوفہ کے اندر اور باہر طلحہ کی کافی جائداد تھی جس کی آمدنی وہ اپنے بہت سے عقیدتمندوں پر صرف کرتے تھے مصر پارٹی میں متعدد صحابیوں کے علاوہ ابو بکر صدیقؓ کے صاحبزادے محمد اور ابن سبا شریک تھے، یہ پارٹی علی حیدر کو خلیفہ بنانا چاہتی تھی۔

تینوں پارٹیاں مدینہ کے باہر فروکش ہوئیں، ان کا ایک وفد خلیفہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ خلافت سے دست بردار ہو جائیے ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے عثمان غنی خلافت سے دستبردار ہو جاتے، پیرانہ سالی میں اس سے ان کو کیا سکھ پہنچ رہا تھا لیکن ایک اصول عنان گیر تھا اور وہ یہ کہ اگر باغیوں کے دباؤ میں آکر انہوں نے خلافت چھوڑ دی تو یہ واقعہ ہمیشہ کے لئے ایک مثال بن جاتا اور اس کی آڑ لے کر باغی جب چاہیں گے خلیفہ کو معزول کر دیا کریں گے، ان کے بعض مشیروں نے جن میں عبد اللہ بن عمر شامل تھے ان کو یہی مشورہ دیا کہ خلافت نہ چھوڑیں چنانچہ انہوں نے انکار کر دیا، مزید برآں انہوں نے وفد کو خبردار کیا کہ اسلام میں جن باتوں سے قتل واجب ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک کا میں مرتکب نہیں ہوا ہوں[1]"

واقعات کے اس مرحلہ پر پہنچ کر ہمارے رپورٹروں کی راہیں بدل جاتی ہیں، ایک مدرسۂ تاریخ کہتا ہے کہ عثمان غنیؓ نے دو صحابیوں (مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن عاص) کو باغیوں کے پاس اپنا نمائندہ

---

[1] سیف بن عمر تاریخ الامم ۵/ ۱۰۲ - ۱۰۴ -

بنا کر بھیجا اور کہلوا بھیجا کہ میں خلافت سے معزولی کا مطالبہ نہیں مان سکتا، آپ کی جو شکایتیں ہوں پیش کیجیے اُن کو قرآن و سنت کی روشنی میں دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" باغیوں نے دونوں صحابیوں کو بُری طرح دھتکارا، ان کی ایک نہ سنی اور معزولی کے مطالبہ پر اڑے رہے، عثمان غنی علی حیدرؓ سے ملے اور ان سے کہا کہ باغی ایک سنگین مطالبہ کر رہے ہیں جس کو اگر مان لیا جائے تو ہمیشہ کے لئے خلافت سے جبری معزولی کا دروازہ کھل جائے گا اور خلیفہ کا رعب و وقار خاک میں مل جائے گا، آپ جا کر باغیوں کو سمجھائیے، میں قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں" علی حیدرؓ نے کہا: باغی اس وقت تک یہاں سے نہیں ہٹیں گے اور نہ آپ کی اطاعت کریں گے جب تک آپ ان کی شکایتیں دور کرنے کا وعدہ نہ کرلیں گے۔ عثمان غنی: "میں شکایتیں دور کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، آپ جا کر باغیوں سے کہہ دیجیے" علی حیدرؓ کے مشورہ سے باغیوں نے معزولی کا مطالبہ چھوڑ دیا اور وثیقہ ذیل لکھ کر اس پر عثمان غنی کے دستخط کرالئے اور اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عثمان امیرالمومنین نے یہ تحریر ان مسلمانوں اور مومنوں کو بطور دستاویز دی ہے جو ان کے طرزِ عمل کے شاکی ہیں کہ میں

(۱) قرآن و سنت کے بموجب عمل کروں گا (۲) ناداروں اور محروموں کی سرکاری تنخواہیں مقرر کی جائیں گی (۳) خوفزدہ لوگوں کو امان دی جائے گی (۴) جلاوطنوں کو وطن لوٹایا جائے گا (۵) مسلمان فوجوں کو دشمن کی سرزمین میں وطن سے دور نہیں رکھا جائے گا (۶) سپاہیوں کی آمدنی بڑھائی جائے گی، علی بن ابی طالب اور مدینہ کے اکابر اس وثیقہ کی پابندی کرانے کا ذمہ لیتے ہیں، ذوالقعدہ ۳۵ھ[1]

ابن اعثم کوفی کے راویوں نے وثیقہ میں یہ ایک دفعہ اور بڑھادی ہے:۔
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا جاتا ہے۔"[2]

انساب الاشراف میں ایک دوسری جگہ تصریح ہے کہ باغیوں نے عثمان غنی سے مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ ان دو کا بھی وعدہ لیا تھا:۔

---

[1] انساب الاشراف ۶۴/۵ - [2] فتوح ابن اعثم کوفی قلمی ورق ۲۳۲ -

(۱) سرکاری آمدنی انصاف کے ساتھ تقسیم کی جائے گی (۲) سرکاری منصب امانتدار اور کارگذار لوگوں کو دیے جائیں گے[1]

انساب الاشراف کی دوسری تصریح سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی کہ یہ وعدے تحریری تھے

۶۱۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام

مصری پارٹی ابھی حجاز کی سرحد پار نہیں ہوئی تھی کہ ان کو راستہ میں ایک ٹولی ملی جو مشتبہ انداز سے فسطاط کی طرف بھاگی چلی جارہی تھی، انھوں نے اس کے لیڈر کو روکا اور اس سے بات چیت کی تو ان کا شبہ اور زیادہ پختہ ہو گیا، اس کا جھاڑا لیا گیا تو ذیل کا خط ایک خشک مشکیزہ سے نکلا :-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، جب عبدالرحمن بن عُدیس (صحابی) مصر پہنچے تو اس کو سو کوڑے مارنا، اس کا سر اور ڈاڑھی منڈوانا اور میرے اگلے حکم تک اس کو قید میں رکھنا، عمرو بن حَمِق (صحابی) اور سُودان بن حُمران اور عُروہ بن نباع لیثی کو بھی یہی سزا دو"[2]

۶۲۔ خط کی دوسری شکل

"جب فلاں فلاں پہنچے تو اس کی گردن مار دینا اور فلاں فلاں کو یہ سزا دینا"

راوی۔ پارٹی میں صحابی اور تابعی دونوں تھے[3]

۶۳۔ خط کی تیسری شکل

"جب مصری دَل تمہارے پاس (فسطاط) پہنچے تو فلاں کا ہاتھ کاٹ ڈالنا، فلاں کو قتل کر دینا اور فلاں کو یہ سزا دینا"

راوی۔ دَل کے اکثر افراد کے خط میں نام تھے اور ہر ایک کے لئے فرداً فرداً سزا تجویز کی گئی تھی[4]

۶۴۔ خط کی چوتھی شکل

جب محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں اشخاص فسطاط پہنچیں تو ان کو کسی بہانہ سے قتل

---

[1] انساب الاشراف ۵/۹۳۔ [2] واقدی تاریخ الامم ۵/۱۹۔ [3] محمد بن اسحاق تاریخ الامم ۵/۱۱۵

[4] مروج الذہب مسعودی حاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مصرہ ۶/۱۶۸۔

کرا دینا، ان کو جو دستاویز دی گئی ہے اس پر عمل نہ کرنا، میرے حکم ثانی تک اپنے عہدہ پر بدستور قائم رہو اور جو دادخواہی کے لئے تمہارے پاس آئے اس کو قید کر دو، اس کے بارے میں میں خود حکم دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ؛[له]

۵۔ خط کی پانچویں شکل

"جب محمد اور فلاں فلاں آئیں تو ان کو قتل کر دو اور ان کو جو خط دیا گیا ہے اس کو منسوخ کر دو۔ اور میرا اگلا حکم آنے تک اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہو۔"[عه]

خط پڑھ کر مصریوں کی آنکھوں میں خون اُتر آیا، انہوں نے فوراً رخ بدلا اور مدینہ کی راہ لی، ان کے قاصد کوفہ اور بصرہ کی پارٹیوں کو بھی نئے حالات سے مطلع کر کے واپس لے آئے، سب نے بالاتفاق طے کیا کہ خلیفہ کو زندہ نہ چھوڑیں گے، ان کے لیڈر عثمان غنی سے ملے اور وہ خط دکھایا جو راستہ میں انہوں نے پکڑا تھا، عثمان غنی سخت حیران اور پریشان ہوئے، انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے نہ تو خود خط لکھا نہ کسی سے لکھوایا، اور نہ اس کا مجھے قطعاً علم ہے، باغی لیڈر: ہم مانے لیتے ہیں کہ آپ نے خط نہیں لکھوایا لیکن اس سے آپ کی ذمہ داری کم نہیں ہوتی بلکہ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ میں حکومت کی صلاحیت نہیں، ایسا شخص منصب خلافت کا کیسے اہل ہو سکتا ہے جس کے متعلقین اس کے نام سے اور خلافت کی مہر لگا کر جو کارروائی چاہیں کر ڈالیں، آپ کو اس منصب سے ہٹانے کے لئے اس واقعہ سے زیادہ وزنی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی؛ باغیوں کا خیال تھا کہ عثمان غنیؓ کے چچازاد بھائی مروان نے یہ خط لکھا تھا، لیکن ہم مروان کو نہ تو اتنا گستاخ اور خودسر سمجھتے ہیں کہ وہ خلیفہ کے ایک تحریری معاہدہ کو جس کے نفاذ کا بڑے صحابہ نے ذمہ لیا تھا توڑنے کی جرأت کرتے اور نہ اتنا کور فہم کہ خلافت کی ڈوبتی کشتی کو اس بے حد اشتعالی کارروائی سے تباہی کے اور زیادہ قریب کر دیتے۔

له العقد الفرید ابن عبدربہ مصر ۱۹۱۳ء ۳/۸۰۔

عه الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مصر ۱۹۳۷ء ۱/۳۷۔

۶۶۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

باغیوں کے لیڈر شہر کے بڑے صحابہ سے ملے اور پکڑے ہوئے خط کا ذکر کر کے اُن کا غصہ و اشتعال بڑھایا، آن کی آن میں سارا مدینہ باغیوں کا ہمدرد اور عثمان غنی کا بدخواہ ہو گیا بس تھوڑے سے صحابہ اور ان کے متعلقین آخر وقت تک خلیفہ کی وفاداری اور خیر اندیشی کا دم بھرتے رہے، باغیوں نے عثمان غنی کی کوٹھی کا محاصرہ کر لیا، جمعہ آیا تو وہ نماز پڑھانے گئے، نماز کے بعد ایک تقریر میں باغیوں کو سمجھا رہے تھے کہ ان پر اینٹوں کی بارش ہونے لگی، وہ چوٹ کھا کر گرے اور بیہوش ہو گئے اس کے باوجود انہوں نے مسجد جانا اور نماز پڑھانا نہ چھوڑا، محاصرہ کے بیس دن اور بقول بعض تیس دن تک وہ امامت کرتے رہے اس کے بعد باغیوں نے ان کا گھر سے نکلنا بھی بند کر دیا، شہر کے بہت سے غلام، حاسد اور ابن الوقت علانیہ باغیوں کی صفوں میں داخل ہو گئے، عثمان غنی کے پاس کافی لوگ تھے جو باغیوں سے لڑ کر اپنی وفاداری کا ثبوت دینا چاہتے تھے لیکن عثمان غنی نے جنگ و پیکار کی بالکل ممانعت کر دی تھی، وہ چاہتے تھے کہ دوسرے مرکزوں سے بڑی تعداد میں مسلمان آ جائیں اور باغیوں کو قائل معقول کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹا دیں، اس مقصد کے لئے انہوں نے یہ مراسلہ بھیجا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ عزوجل نے محمد کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، انہوں نے خدا کے احکامات لوگوں کو پہنچا دیئے اور جب اپنا مشن پورا کر چکے تو ان کا انتقال ہو گیا، انہوں نے ہمارے لئے ایک کتاب چھوڑی جس میں جائز و ناجائز نیز ان امور کا ذکر تھا جو مقدر ہو چکے تھے، اور جن کو محمد نے لوگوں کی پسند و ناپسند سے بے نیاز ہو کر نافذ کیا، ان کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے، پھر مجھے میرے علم اور خواہش کے بغیر اصحاب شوریٰ میں داخل کیا گیا، انہوں نے خاص و عام کی متفقہ رائے اور میری بغیر خواہش مجھ کو خلیفہ منتخب کیا، خلیفہ ہو کر میں نے بھلے کام کئے اور ایسی روش اختیار نہیں کی جس پر کسی کو اعتراض یا ناگواری کا موقع ملتا، میں اپنے کاموں میں رسول اللہ اور شیخین کا تابع رہا اور خود متبوع بننے کی کوشش نہیں کی (دولت و فرصت پا کر) لوگوں کا میلان شر اور فتنہ کی طرف ہوا تو حسد

اور کینہ ان کے دلوں میں جاگ اٹھا اور ذاتی فائدہ کا بھوت ان کے سر پر سوار ہو گیا حالانکہ نہ تو میں نے قابل گرفت کوئی کام کیا اور نہ ماضی میں کبھی ایسے فعل کا مرتکب ہوا جس کے انتقام کی خلش دلوں میں ہوتی، کینہ اور حسد نے ان کو منافق بنا دیا، اُن کے دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان سے وہ کچھ کہتے ہیں، وہ ایسے کاموں پر مجھے بُرا بھلا کہنے لگے جن کو (ابوبکرؓ اور عمرؓ کے عہد میں) انہوں نے بخوشی قبول کر لیا تھا۔ اور ایسے فیصلوں پر مجھے ملعون کہتے جو نہایت مناسب ہوتے اور اہلِ مدینہ کے مشورہ سے کئے جاتے، سالوں میں ان کی نکتہ چینی اور عیب جوئی برداشت کرتا رہا، ان کی حرکتیں آنکھوں سے دیکھتا اور ان کی بے ہودگیاں کانوں سے سنتا لیکن سزا نہ دیتا، انہوں نے میرے صبر و تحمل کو کمزوری پر محمول کیا، ان کی جرأت اتنی بڑھی کہ انہوں نے رسول اللہؐ کے شہر، مزار اور ہجرتگاہ میں میرے اوپر حملہ کر دیا ہے، بہت سے بدو عرب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں اور انہوں نے احزاب[1] یا ان عربوں کی طرح جو اُحد میں ہم پر حملہ آور ہوئے تھے، یورش کر دی ہے آپ میں سے جس جس کے لیے ممکن ہو میرے پاس آ جائے، والسلام[2]

۶۷۔ مسلمانوں کے نام

ابن اعثم کوفی کے رپورٹروں نے محاصرہ سے پہلے باغی اکابر اور عثمان غنی کی ملاقات کا ذکر مختلف انداز میں کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عثمان غنی مسجد گئے جہاں صحابہ اور باغی اکابر موجود تھے، ان کو مخاطب کر کے عثمان غنی نے کہا: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہ تو خود خط لکھا اور نہ کسی سے لکھوایا، جو وعدہ میں نے پہلے آپ سے کیا تھا اس پر اب بھی قائم ہوں اور اس بات کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ میرا طرز عمل کتاب اللہ سنتِ نبی اور آپ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہوگا۔" ایک باغی لیڈر کھڑا ہوا اور بولا: "ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں، ہمیں تمہاری قسم کا مطلق اعتبار نہیں!" اس کے بعد دوسرا لیڈر کھڑا ہوا اور بولا: "تم ہمارے قتل کا

---

[1] احزاب سے مراد وہ چھ قبیلے ہیں جو ۵ھ میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے: قریش، مُرّہ، غطفان، اشجع، اسد اور سُلیم۔

[2] سیف بن عمر، تاریخ الامم ۵/ ۱۰۵۔

حکم دے کر اب قسم کھاتے ہو، ہم تم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ خلیفہ کے کچھ آدمی اس گستاخ کی خبر لینے بڑھے لیکن باغیوں نے اس کو بچا لیا، کچھ شوریدہ سر خلیفہ کے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے اور کچھ خلیفہ پر اینٹیں برسانے لگے، خلیفہ بے ہوش ہو گئے، جب ان کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو انہوں نے باغیوں کی تالیف قلب کے لیے یہ تحریر قلمبند کی:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عثمان امیر المومنین کی طرف سے سارے مسلمانوں اور مومنوں کے نام، سلام علیکم، اس خدا کی یاد دلاتا ہوں جس نے آپ کو ایمان و اسلام سے بہرہ ور کیا، کفر و شرک کے اندھیرے سے نکالا جس نے روزی و خوشحالی کے دروازے آپ پر کھولے اور اپنی نعمتہائے گوناگوں اور عنایتہائے بوقلموں سے آپ کو سرفراز کیا۔

مسلمانو! خدا سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے، تمہاری زندگی ایسی گذرنی چاہیئے کہ جب مرو تو حقیقۃً مسلمان ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے ٹھیک ٹھیک پورے کرتے رہو تاکہ اخروی سرخروئی سے بہرہ ور ہو، وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ ان لوگوں کے نقش قدم پر مت چلو جو واضح دلیلوں کے بعد بھی باہمی پھوٹ اور جھگڑوں میں پڑ گئے، ایسے لوگوں کو سخت سزا دی جائے گی، دوسری جگہ خدا کہتا ہے، إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ جو لوگ تھوڑے سے فائدہ کی خاطر جھوٹی قسمیں کھائیں اور خدا کے نام پر کیے ہوئے عہد سے پھر جائیں وہ دنیا میں صفاتِ محمودہ سے اور آخرت میں لطف و مسرت سے بالکل محروم رہیں گے، قیامت کے دن خدا ان کی طرف دیکھنا یا ان سے ہمکلام ہونا تک گوارا نہ کرے گا اور ان کو دردناک سزا دی جائے گی۔" مسلمانو: خدا چاہتا ہے کہ تم فرماں بردار اور مطیع رہو معصیت اور باہمی اختلاف سے بچو، ماضی میں اس نے انبیاء بھیجے تاکہ صحیح اور غلط زندگی

میں امتیاز کرا سکیں، یاد رکھو کہ پچھلی قومیں اس وجہ سے تباہ ہوئیں کہ ان کا کوئی صحیح لیڈر اور رہنما نہ تھا اور وہ آپس میں لڑتی جھگڑتی تھیں، اگر تم نے اپنا بُرا ارادہ پورا کر کے مجھے قتل کر دیا تو ایک بڑے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا اور تم بہت سی حرام باتوں کے مرتکب ہوگے اور ایسے اندھیرے میں گھر جاؤ گے کہ نماز روزہ تک کی سُدھ نہ رہے گی، میں نے تمہاری خیر خواہی کا فرض ادا کر دیا ہے اور تم سے انہی باتوں کا طالب ہوں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے، میں تم کو اس انجام سے ڈراتا ہوں جس سے خدا نے ڈرایا ہے، میں تم کو وہ بات یاد دلاتا ہوں جو پیغمبر شعیب نے اپنی قوم کے مخالفوں سے کہی تھی اور جس کا قرآن میں ذکر ہے یَا قَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ۔ مخالفو! خبردار میری مخالفت کی پاداش میں تم پر کہیں وہ مصیبت نہ نازل ہو جائے جو نوح، ہود اور صالح کی قوموں پر نازل ہوئی اور پیغمبر لوط کی قوم کا جو حشر ہوا وہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے"۔

"لوگو! میں تمہاری شکایتیں دور کر رہا ہوں، میں تم کو مطمئن رکھنا چاہتا ہوں، میں کتاب اللہ اور سنتِ نبی کے مطابق عمل کروں گا، میرا طرزِ عمل ستودہ اور سلوک اچھا ہوگا جس گورنر کو تم ناپسند کرو گے اس کو معزول کر دوں گا اور جس کو چاہو گے گورنر بنا دوں گا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میری روش ویسی ہی ہوگی جیسی شیخین کی تھی اور میں اپنے مقدور بھر ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا، یہ بات تم کو نہ بھولنا چاہیئے کہ انسان غلطیاں کرتا ہے اور میرے گورنر بھی غلطیوں سے مبرا نہیں، اس تحریر کے ذریعہ میں خدا اور سارے مسلمانوں کے سامنے معذرت خواہ ہوں، تم کو جو باتیں ناپسند تھیں یا ہیں وہ بخدا چھوڑ دوں گا اور کوئی ایسی بات نہ کروں گا جو تم کو ناگوار ہوگی خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میرے اور تمہارے قصور

معاف کردے گا؛ والسلام[۱]"

۶۸- عبداللہ بن عامر اور معاویہ بن ابی سفیان کے نام

فتوح ابن اعثم کے رپورٹر اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عثمان غنیؓ نے مذکورہ بالا تحریر باغی اکابر کے پاس بھیج دی لیکن اس کو پڑھ کر ان کا دل ذرا نہ پسیجا اور وہ اپنے اس ارادہ پر اڑے رہے کہ اگر خلیفہ خلافت سے دست بردار نہ ہوا تو اس کو قتل کر دیں گے، اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے عثمان غنی کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ عثمان غنی جب اکابر صحابہ کی طرف سے بالکل مایوس ہو گئے تو انہوں نے بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر اور شام کے حاکم اعلیٰ معاویہ بن ابی سفیان کو یہ مراسلہ بھیجا۔

"واضح ہو کہ مدینہ، بصرہ اور کوفہ کے ظالموں، سرکشوں اور باغیوں کی ایک جماعت نے مجھ پر چڑھائی کر دی ہے اور مجھے گھیر لیا ہے، مروان کو نہ پا کر (!) میرے گھر کا سخت محاصرہ کر لیا ہے، میں ہر چند ان کو سمجھاتا بجھاتا ہوں، ان کو راضی اور مطمئن کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، کتاب اللہ اور سنت نبی پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں لیکن وہ کچھ نہیں سنتے انہوں نے مجھے معزول یا قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے، میں مرنا پسند کروں گا لیکن خلافت سے معزولی کا مطالبہ نہیں مان سکتا، یہ ہیں حالات، جلد میری مدد کرو اور بہادروں کا ایک دل لے کر آ جاؤ، امید ہے تمہاری مدد سے خدا باغیوں اور حاسدوں کی اس مصیبت سے مجھے نجات دلائے گا؛ والسلام[۲]"

۶۹- خط کی دوسری شکل

مورخ محمد بن سائب کلبی نے مذکورہ خط کا مضمون ان الفاظ میں پیش کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ خط امیر معاویہ کو لکھا گیا تھا:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، واضح ہو کہ اہل مدینہ نے کفران نعمت کیا ہے، نافرمان ہو گئے ہیں اور میری بیعت توڑ دی ہے، شام کے مجاہدوں کی ایک فوج میری مدد کو بھیج دو[۳]"

---

[۱] فتوح ابن اعثم کوفی قلمی ورق ۲۳۰-۲۲۹ - [۲] فتوح ابن اعثم کوفی ورق ۲۳۹ - [۳] تاریخ الاسلام ۲/۱۱۵ -

۷۰۔ خط کی تیسری شکل

ابن قتیبہ نے امیر معاویہؓ کو بھیجے ہوئے خط کا مضمون اور زیادہ مختلف بیان کیا ہے :۔

"واضح ہو کہ میں ایسے لوگوں میں ہوں جو میری زندگی سے اکتا گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں جلد از جلد ختم ہو جاؤں، کہتے ہیں کہ تم گویا تو ایک کمزور اور بوڑھے اونٹ پر سوار رکھیں گے[1] اور اگر میں اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ان کا مطالبہ ہے کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں اور جس جس کو میں نے قتل کیا ہے[2] اس کا قصاص دوں حالانکہ جس کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور ہوتی ہے اس سے صحیح اور غلط دونوں طرح کے کام سرزد ہوتے ہیں، مدد، مدد، اپنے خلیفہ کی مدد، جلدی کرو، معاویہؓ جلدی کرو، آجاؤ، ضرور آجاؤ، لیکن مجھے امید نہیں کہ تم آؤ گے!"[3]

۷۱۔ باغیوں کے نام

بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ محاصرہ کے ایام میں ایک دن عثمان غنیؓ نے سنا کر باغی چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ہم خلیفہ کو قتل کر دیں گے۔ عثمان غنیؓ: حاضرین سے مخاطب ہو کر: مجھے قتل کر دیں گے، میں جو اولین مسلمانوں میں سے ہوں، جس سے رسول اللہ ﷺ تاحیات خوش رہے، ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی!

میرا قتل کیسے جائز ہے؟" انہوں نے باغیوں کی استمالت کے لئے ایک خط لکھوایا اور عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ جا کر باغیوں کو بآواز بلند سنا دو، ابن زبیرؓ گئے لیکن باغیوں نے اس خط کو نہ پڑھنے دیا تاہم وہ ڈٹے رہے اور کسی نہ کسی طرح اونچی آواز سے پڑھ ہی ڈالا، خط کے کچھ حصے محفوظ نہیں رہے :۔

".....میں ان سب باتوں سے محترز رہنے کا وعدہ کرتا ہوں جو آپ کو ناپسند ہیں اور ہر غلط کام سے جو مجھ سے سرزد ہوا ہو توبہ کرتا ہوں، میں عہد کرتا ہوں کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی بیویوں اور آپ کے ارباب رائے کی صوابدید سے کام کروں گا، لیکن میں اس قمیص

---

[1] کٹھ پتلی کی طرح اپنے اشاروں پر چلانا چاہتے ہیں۔ [2] جہاں تک ہمیں معلوم ہے عثمان غنیؓ پر قتل کا کوئی الزام نہ تھا

[3] الامامہ والسیاسہ ص۳۶۔

(خلافت) کو نہیں اُتار سکتا جو خدا نے مجھے پہنائی ہے، اسی طرح آپ کو اپنی بیعت کی ذمہ داریوں سے بھی معاف نہیں کر سکتا۔[۱]

۷۲۔ علی بن ابی طالب کے نام

محاصرے سے پہلے عثمان غنیؓ کی علی حیدرؓ سے ملاقات ہوتی رہتی تھی، کبھی علی حیدرؓ عثمان غنیؓ کی کوٹھی پر احتجاج و شکایت کرنے آتے اور کبھی عثمان غنیؓ علی حیدرؓ کے گھر عیادت، احتجاج شکایت یا تالیفِ قلب کے لیے جاتے، محاصرہ کے بعد یہ رابطہ ٹوٹ گیا، اس کا سبب ایک مدرسۂ تاریخ کی رائے کے مطابق یہ تھا کہ علی حیدرؓ عثمان غنیؓ سے سخت ناراض ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ مکمل ترکِ موالات کا عہد کر لیا تھا، ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ جب پہلی بار باغی محاصرہ کے ارادہ سے آئے تو عثمان غنیؓ نے علی حیدرؓ کو بلایا اور ان سے خود ملنے گئے، اور کہا کہ آپ باغیوں کو سمجھا بجھا کر دفع کر دیجئے، علی حیدرؓ نے کہا: آپ ان کی شکایتیں دور کرنے کا وعدہ کریں گے تب ہی وہ واپس ہوں گے، عثمان غنیؓ نے وعدہ کر لیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دستاویز لکھ دی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں باغی لوٹ گئے، مروان اور عثمان غنیؓ کے دوسرے مشیروں نے جو باغیوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے یا ان کے مطالبات ماننے کے خلاف تھے عثمان غنیؓ کو اپنا وعدہ پورا کرنے سے باز رکھا، علی حیدرؓ کو یہ معلوم ہوا تو وہ بہت بگڑے اور عثمان غنیؓ سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی۔

عثمان غنیؓ سے رابطہ ٹوٹنے کے موضوع پر دوسرا قول یہ ہے کہ محاصرہ سے ذرا پہلے علی حیدرؓ باغی اکابر سے ناراض ہو کر مدینہ سے باہر کسی گاؤں چلے گئے تھے، ناراضی کا سبب یہ تھا کہ باغی وہ خط لے کر جس میں اُن کے قتل کا حکم تھا علی حیدرؓ کے پاس آئے اور ان کو خط دکھا کر کہا: "اب آپ کو کوئی عذر نہ ہونا چاہیئے، اس خط نے خلیفہ کا خون مباح کر دیا ہے، چلیے ہماری قیادت کیجیے۔" علی حیدرؓ تیار نہ ہوئے تو باغیوں نے کہا: "پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھے تھے؟" علی حیدرؓ نے اس سے انکار کیا تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور بولے: ہم ان کی خاطر لڑ رہے ہیں اور یہ ایسی باتیں

---

(۱) انساب الاشراف ۵/۹۰۔

کرتے ہیں، علی حیدرؓ ناراض ہو گئے اور مضافات مدینہ کے کسی گاؤں کو چلے گئے۔

بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران علی حیدرؓ اپنی جاگیر ینبعؑ میں تھے۔ ینبعؑ مدینہ کے مغرب میں سات مرحلے (لگ بھگ دو سو میل) دور ایک شاداب نخلستان تھا، اپنی رائے کی تائید میں ہمارے رپورٹر عبداللہ بن عباس کا یہ بیان پیش کرتے ہیں: مجھے عثمان غنیؓ نے بلایا اور کہا: اپنے چچازاد بھائی (علیؓ) کو سمجھاؤ کہ میری مخالفت سے باز آئیں۔" میں نے کہا: علیؓ ایسے آدمی نہیں جن کو کوئی مشورہ دیا جائے، وہ اپنی صوابدید کے مطابق کام کرتے ہیں، آپ جو چاہتے ہوں کہیے میں ان کو پہنچا دوں گا۔" عثمان غنیؓ: ان سے کہہ دو کہ ینبعؑ چلے جائیں تاکہ مجھے ان کی حرکتوں (مخالفت اور اشتعال انگیزی) سے دکھ اور ان کو میرے کاموں سے کوفت نہ ہو۔" میں نے علیؓ کو یہ پیغام پہنچا دیا، وہ ینبعؑ چلے گئے، جب محاصرہ سخت ہو گیا تو عثمان غنیؓ نے ان کو یہ خط لکھا:-

ڈاٹ ہو کر باڑہ کا پانی ٹیلہ تک پہنچ گیا ہے اور (اونٹ کے پالان کا) تسمہ نتھنوں کے پیچھے جا پڑا ہے[1] اور وہ لوگ مجھے مارنے کے درپے ہیں جو اپنی حفاظت سے قاصر تھے، وإنك لم يعجز عليك كعاجز ضعيف ولم يغلبك مثل مغلب شریفوں کے لئے گھٹیا اور ادنیٰ لوگوں سے نپٹنا اور عہدہ برآ ہونا بے حد مشکل ہوتا ہے۔

میرے پاس آجاؤ جس ارادہ سے بھی چاہو، دوست بن کر یا دشمن، حامی بن کر یا مخالف۔

فأن كنت ماكولاً فكن أنت آكلي   وإلا فأدركني ولما أمزّق

اگر مجھے قتل کرنا ہے تو تم مجھ کو قتل کرو   ورنہ اگر مجھے بچالو اس سے پہلے کہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں[2]

ایک رپورٹ یہ ہے کہ عثمان غنیؓ نے خط نہیں بلکہ ایک معزز قریشی کی معرفت خط سے ملتا جلتا پیغام

---

[1] بلغ الماء الزبى وجاوز الحزام الطبيين۔ دو ضرب کہاوتیں جو کسی حادثہ کے نازک ہونے کے موقع پر استعمال کی جاتی ہیں، اونٹ کے پالان کا تسمہ جب ڈھیلا ہوتے ہوتے اس کے نتھنوں کے پیچھے جا پہنچے تو کجاوہ پیچھے آگرتا ہے اور یہ اونٹ سوار کے لئے ایک سخت حادثہ ہے۔ [2] العقد الفرید ۳/۹۳ وکنز العمال ۶/۳۸۹ نیز کامل مبرد مصر ۱/۹ والامامۃ والسیاسۃ ۱/۴۰ و صبح الاعشیٰ قلقشندی پہلا مصری ایڈیشن ۱/۸۸-۸۹ متغیر

بھیجا تھا، جس میں شاعر مُمزّق عبدی کا: فان کنت ماکولاً والا شعر بھی تھا۔[۱]

رہا یہ سوال کہ محاصرہ کے دوران علی حیدر کہاں تھے، ینبع میں یا مدینہ میں تو اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ وہ مدینہ میں موجود تھے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھتے تھے، ابو مخنف ازدی: صلی علی بالناس یوم النحر وعثمان محصور فبعث إلیہ عثمان ببیت الممزق العبدی، صحابی مغیرہ بن شعبہ نے ان کو مشورہ دیا کہ کہیں باہر چلے جایئے ورنہ آپ پر عثمان غنی کے قتل میں شرکت کا الزام لگے گا تو انہوں نے یہ مشورہ رد کر دیا تھا، قیاس بھی تسلیم نہیں کرتا کہ ایک امیدوار خلافت جو حکومت و امامت کے معاملات سے شدید ترین دلچسپی لیتا رہا تھا اس کے آخری اور فیصلہ کن مرحلوں میں میدان چھوڑ کر مدینہ سے باہر چلا جاتا، عثمان غنی کے بعد ان کی بیوی نائلہ نے امیر معاویہ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی اس بات کی صاف تصریح ہے کہ وہ مدینہ میں موجود تھے، (وکان علی مع المحضوبین من أهل المدینۃ) اور انہوں نے عثمان غنی کی مدد نہیں کی[۲] یہ الفاظ ہیں اغانی میں منقولہ خط کے لیکن اس خط کا جو نسخہ ہم نے العقد الفرید میں دیکھا اس کے الفاظ سے صرف یہی ظاہر نہیں ہوتا کہ علی حیدر مدینہ میں موجود تھے بلکہ اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ باغیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ و أهل مصر قد أسندوا أمرهم إلی علی ومحمد بن أبی بکر وعمار بن یاسر وطلحۃ والزبیر۔[۳]

---

[۱] انساب الاشراف ۵/۷۱، ۹۱ - [۲] اغانی ۱۶/۳۲۷، ۲۰۷ و العقد الفرید ۳/۸۰۔

اشاریہ

الف

آسیا صغریٰ - ۱۴۱ -

ابان بن عثمان غنی - ۱۲

اُبلّہ - ۱۶، ۹۰، ۹۱، ۱۴۰، ۱۴۱ -

ابن ابی الحدید - ۵ -

ابن اعثم کوفی - ۱۸۱، ۱۸۵ -

ابن عبدالبر - ۸۷ -

ابن قُتیبہ - ۱۸۹ -

ابن کلبی - ۱۴ -

ابن ندیم - ۱۰۹

ابوبکر صدیق رض - ۵، ۷، ۱۱، ۱۴، ۱۶، ۱۷،
۱۸، ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۸، ۴۷، ۴۸، ۴۳
۴۹، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۷۲،
۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۸، ۸۷، ۸۸، ۹۱،
۹۳، ۹۶، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۲۲،
۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۷۲،
۱۷۴، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۹ -

ابوجعفر - ۳۵ -

ابوجہل - ۹۳ -

ابوذر - ۲۷، ۲۸، ۵۶، ۶۳، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۵۶،
۱۵۷، ۱۵۸ -

ابوسفیان - ۴۳، ۴۶، ۹۳ -

ابوطلحہ انصاری - ۵۸، ۵۹، ۶۰ -

ابوعُبید قاسم بن سلّام - ۸۰ -

ابوعبیدہ بن جراح - ۸۱ -

ابوعلی جُبائی - ۹۷، ۱۰۵ -

ابوقلابہ - ۱۴۵ -

ابولؤلؤ - ۶۷ - ۶۸ -

ابومخنف ازدی - ۱۹۲ -

ابوموسیٰ اشعری - ۲۱، ۲۵، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۹،
۹۹، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰،
۱۷۱، ۱۷۲ -

اُبی بن کعب - ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۴۵ -

احنف بن قیس - ۳۷ -

اُحد - ۴۱، ۵۱ -

آذربیجان - ۴۵، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۳۱ -

اُردن - ۹۲ -

آرمینیہ - ۲۸، ۴۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۵۲، ۱۵۳ -

اُسامہ بن زید۔ ۹۲، ۱۰۱، ۱۷۶۔

اسپین ۔ ۴۶، ۸۷، ۱۳۳۔

اَسد (قبیلہ)۔ ۱۷۰۔

اِسکندریہ۔ ۴۰، ۴۶، ۱۱۷، ۱۱۸۔

اَشتر نخعی۔ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۸۰۔

اَغانی۔ ۱۹۲۔

افریقہ۔ ۳۰، ۴۶، ۷۱، ۸۳، ۸۹، ۹۵، ۹۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳۔

الجیریا۔ ۴۶، ۸۹، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱

اِمام شافعی۔ ۸۰۔

اُم اَبان بنت عثمان غنی۔ ۹۷۔

اُم البنین۔ ۵۰۔

اُم عمرو بنتِ عثمان غنی۔ ۹۲، ۹۷۔

اُم کلثوم بنت رسول اللہؐ۔ ۳۳، ۴۲، ۴۹، ۵۰، ۴۴۔

اُم کلثوم بنت علی حیدر۔ ۴۸۔

اَندلس۔ دیکھو اسپین۔

اِنڈونیشیا۔ ۱۴۱۔

اَنساب الاشراف بلاذری۔ ۱۴، ۳۷، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۸۱، ۱۸۲۔

اَنساب قریش زبیر بن بکار۔ ۱۰۴۔

اَنس بن مالک۔ ۹۳، ۹۶۔

اَنصار۔ ۳۳، ۴۸، ۵۱، ۵۵، ۶۰، ۹۳، ۹۸، ۱۰۱۔

اَہواز۔ ۱۳۹۔

ایران۔ ۱۳۵۔

اِیلیا۔ دیکھو بیت المقدس۔

(ب)

بابُ الابواب۔ ۱۵۹۔

بئر رُومہ۔ ۳۴۔

بُرقیس۔ ۳۹، ۱۰۰۔

بحر اسود۔ ۱۵۸۔

بحر خَزَر۔ ۱۱۵، ۱۵۸، ۱۵۹۔

بحر قلزم۔ ۱۳۳۔

بحر کیسپین۔ دیکھو بحر خَزَر

بحر متوسط۔ ۴۶، ۸۹، ۱۳۱۔

بحرین۔ ۹۳، ۹۶، ۱۳۹، ۱۴۲۔

بدر۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۴۹، ۵۰۔

بَطائح۔ ۱۲۲۔

بلاذری۔ ۱۴۔

بَلنجر۔ ۱۵۵، ۱۶۰۔

بلوچ۔ ۱۴۲۔

بلوچستان۔ ۱۴۲۔

بکر بن وائل (قبیلہ) - ۱۶ -

بنو اُمیّہ - ۳۲، ۴۷، ۸۲، ۸۴، ۸۵، ۱۳۰، ۱۳۱ -

بنو حنیفہ - ۱۳۶، ۱۳۷ -

بنو کندہ - ۱۹ -

بنو نضیر - ۱۰۰ -

بنو ہاشم - ۵۴، ۹۰، ۱۳۰ -

بُوَیب - ۱۳۰ -

بیت لحم - ۱۰۰ -

بیت المقدس (ایلیار) - ۱۹، ۲۰، ۲۱ -

(ت)

تاریخ الامم طبری - ۱۴، ۱۰۲ -

تاریخ صنعار رازی - ۳۷، ۳۹ -

تاریخ یعقوبی - ۱۰۲ -

ترکی - ۱۲۰ -

تمیم (قبیلہ) - ۱۶ -

تمیم داری - ۱۰۰ -

تونس - ۲۶، ۵۹، ۹۵، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱ -

تیم (قبیلہ) - ۵۴، ۹۴ -

(ث)

ثقیف (قبیلہ) -

ثنغ ۵ -

(ج)

جاٹ - ۱۴۲ -

جاحظ - ۹۱ -

جرعۃ - ۱۹۸ -

جریر بن عبداللہ بجلی - ۱۳۰

جزارہ - ۱۴۰، ۱۴۱ -

جُفَینہ - ۶۸ -

جُندب - ۱۲۷، ۱۶۱ -

جُودی - ۹۷ -

(ح)

حارث بن حکم - ۹۷

حبشہ - ۳۲، ۱۳۳ -

حبیب بن مسلمہ - ۲۸، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵

حجاز - ۳۵، ۷۵، ۱۰۰، ۱۸۲

حُذیفہ بن یمان - ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲ -

حُرقوص بن زُہیر - ۱۸۰ -

حسن بصری - ۵۲ -

حسن بن علی - ۵۵ -

حضرموت - ۱۹

حُمَیر - ۹۰

حکم بن عاص - ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۱۰۲ -

حکیم بن جبلہ۔ ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۸۰۔
حمزہ بن عبدالمطلب۔ ۷۹، ۸۰۔
حمص۔ ۱۰۷، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸۔
حمنہ۔ ۵۴۔

(خ)

خالد بن اسید۔ ۵۰۔
خالد بن ولید۔ ۱۶، ۱۷، ۹۲، ۹۳، ۱۶۵
خباب بن ارت۔ ۱۰۱۔
خدیجہ۔ ۶۴۔
خراسان۔ ۴۳، ۷۱، ۹۰۔
خزر۔ ۱۵۲۔
خلیج فارس۔ ۱۳۹، ۱۴۲۔
خوزستان۔ ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۹۔
خیبر۔ ۳۹، ۴۷، ۴۸، ۱۰۰۔

(د)

دجلہ۔ ۲۱۔
دمشق۔ ۹۷، ۱۵۷، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۷۷۔
دیر جابیل۔ ۱۴۰، ۱۴۱۔

(ر)

ربذہ۔ ۸۱، ۸۲۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۶، ۸، ۱۰، ۱۴،
۲۴، ۲۶، ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۴۱،
۴۳، ۴۵، ۴۷، ۴۸، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۴، ۶۱،
۶۴، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰،
۸۱، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۸، ۹۱، ۹۲، ۹۶، ۹۹، ۱۰۰،
۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۳۳،
۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۷۳،
۱۸۴۔
رشید عباسی خلیفہ۔ ۱۲۵، ۱۳۲۔
رضی بغدادی۔ ۵۔
رقیہ۔ ۳۳، ۴۹، ۵۰، ۶۴۔
رملہ۔ ۵۰۔
روڈس۔ ۱۲۰، ۱۲۱۔

(ز)

زبیر بن عوام۔ ۳۷، ۴۰، ۴۹، ۵۳، ۵۴، ۵۶،
۵۷، ۶۰، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۷۶، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۱،
۱۰۳، ۱۱۲، ۱۶۰، ۱۶۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۹۲۔
زہری (مسلم بن شہاب)۔ ۱۲۔
زورار۔ ۸۳۔
زیادات کتاب السقیفہ احمد بن عبد العزیز
جوہری۔ ۸۴۔
زیاد بن لبید۔ ۱۵

زید بن ثابت۔ ۱۴، ۹۸، ۹۹۔
زید بن خطّاب۔ ۴۸۔
زینب بن جحش۔ ۵۴، ۷۶، ۷۹۔

(س)

سجستان۔ ۹۰
سَرِف۔ ۸۱، ۸۲۔
سعد بن اَبی وقاص۔ ۲۳، ۳۷، ۴۰، ۴۳، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۵، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۹۲، ۹۳، ۹۷، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵۔
سعید بن عاص۔ ۲۶، ۲۷، ۴۳، ۴۶، ۴۷، ۹۱، ۹۲، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۷، ۱۷۸۔
سلمان بن ربیعہ۔ ۱۵۴، ۱۵۵۔
سلمان فارسی۔ ۵۶
سُمَینہ۔ ۹۰۔
سندھ۔ ۱۴۱، ۱۴۲۔
سُودان بن حُمران۔ ۱۸۲۔
سیف بن عمر۔ ۱۴، ۸۶، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳۔

(ش)

شام۔ ۶، ۲۷، ۳۲، ۳۴، ۳۵، ۴۵، ۴۶، ۵۲، ۶۳، ۶۹، ۷۵، ۷۶، ۸۹، ۹۲، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۸۸۔
شجرہ۔ ۳۹، ۱۰۰۔
شرح نہج البلاغہ۔ ۵، ۱۰۲
شطّ۔ ۱۴۰، ۱۴۱۔
شَعبی۔ ۵۲، ۱۱۵۔
شُعیبؑ۔ ۱۸۷۔
شَیبہ بن ربیعہ۔ ۵۰۔

(ص)

صالحؑ۔ ۱۸۷۔
صرمۃ ابن الاکوع۔ ۳۹۔
صِفّین۔ ۶۹۔
صنعا۔ ۱۰۷
صُور۔ ۱۱۸۔

(ط)

طائف۔ ۷۷، ۳۹۔
طارق۔ ۱۳۲۔
طَبَری۔ ۱۴، ۱۵، ۸۶، ۱۳۲، ۱۳۵۔
طَبَقات ابن سعد۔ ۴۰، ۸۲، ۱۳۵۔
طرابلس۔ ۱۲۸۔

طلحہ بن عبیداللہ۔ ۳۷، ۴۰، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۲، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۱۲، ۱۶۰، ۱۶۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۹۲۔

(ع)

عائشہ بنت ابی بکر صدیق۔ ۵۷، ۶۴، ۶۶، ۷۷، ۱۷۲، ۱۷۴۔

عائشہ بنت عثمان غنی۔ ۹۷۔

عباس بن عبدالمطلب۔ ۵۵، ۵۸۔

عبداللہ بن خالد بن اُسید۔ ۹۹۔

عبداللہ بن زبیر۔ ۵۴، ۱۰۹، ۱۸۹۔

عبداللہ بن سبا۔ ۵۳، ۱۴۳، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۷، ۱۷۲، ۱۷۶۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سَرح۔ ۴۶، ۴۷، ۴۴، ۸۸، ۸۹، ۹۵، ۱۱۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۶۷، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۳۔

عبداللہ بن عامر بن کُریز۔ ۳۶، ۴۳، ۴۳، ۴۶، ۴۷، ۸۵، ۹۰، ۹۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۸۸۔

عبداللہ بن عباس۔ ۴۳، ۱۹۱۔

عبداللہ بن عمر۔ ۳۷، ۱۱۰، ۱۶۶، ۱۸۰۔

عبداللہ بن مسعود۔ ۳۸، ۴۱، ۸۵، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸۔

عبداللہ بن نافع بن حُصین۔ ۱۳۳۔

عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس۔ ۱۳۳۔

عبدالرحمٰن بن اَبی بکر صدیق۔ ۹۶، ۹۷۔

عبدالرحمٰن بن خالد۔ ۱۹۵۔

عبدالرحمٰن بن ربیعہ۔ ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰۔

عبدالرحمٰن بن عُدیس۔ ۱۸۲۔

عبدالرحمٰن بن عَوف۔ ۳۵، ۳۷، ۴۰، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۱، ۶۲، ۶۵، ۸۲، ۱۰۰۔

عبد شمس۔ ۳۲، ۵۵۔

عبدالقیس (قبیلہ) ۱۶، ۱۴۱۔

عبدالمطلب۔ ۵۴۔

عبد مَناف۔ ۳۲۔

عبیداللہ بن عمر۔ ۹۷، ۹۸، ۹۹۔

عُتبہ بن ابی سفیان۔ ۹۳۔

عُتبہ بن غزوان۔ ۲۱۔

عتاب بن اَسید۔ ۹۲۔

عثمان بن ابی العاص ثقفی۔ ۱۳۹، ۱۰۱، ۱۴۰۔

عثمان بن حُنیف۔ ۱۲۴۔

عثمان غنی ابو عبداللہ۔ ۵، ۶، ۱۱، ۱۴، ۲۵، ۳۰،

۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۱
۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰
۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹
۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹،
۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰،
۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۱، ۹۲،
۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲،
۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱،
۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۳
۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴،
۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴،
۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲،
۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۴،
۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۳،
۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱،
۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰،
۱۹۱، ۱۹۲۔

عراق۔ ۷، ۱۶، ۱۷، ۲۸، ۳۲، ۴۰، ۴۵، ۵۲، ۶۸
۷۱، ۷۵، ۷۶، ۱۱۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۵،
۱۴۰، ۱۵۱، ۱۹۶۔

عَرفات۔ ۹۰، ۹۱۔

عُروہ بن زُبیر۔ ۱۲۔

عُروہ بن نباع لیثی۔ ۱۸۲۔

عفّان۔ ۳۲۔

العقد الفرید۔ ۱۹۲۔

عقیق۔ ۶۵۔

علی حیدر۔ ۵، ۱۴، ۳۰، ۳۷، ۳۹، ۴۳، ۴۴، ۴۸، ۴۹،
۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۲،
۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۱۰۰، ۱۰۱،
۱۰۲، ۱۰۳، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۳۸، ۱۴۵، ۱۵۶، ۱۶۰،
۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲۔

عِکرمہ بن ابی جہل۔ ۹۳۔

عکّا۔ ۱۱۸۔

عُمان۔ ۱۳۹۔

عُمّار بن یاسر۔ ۵۶، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۱۰۱، ۱۰۲،
۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۵۶، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۹۲۔

عمر بن عبد العزیز۔ ۱۲۵۔

عمر فاروق۔ ۵، ۷، ۱۱، ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۳۰،
۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۹، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۴۸، ۴۹،
۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱،
۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۸، ۶۹، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶،
۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷،

۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۱،
۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴،
۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۳،
۱۴۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۸،
۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۹۔

عَمرو بن اُمیہ ضَمری - ۳۶۔

عَمرو بن حُجَّق - ۱۸۲۔

عَمرو بن زُرارہ نَخَعی - ۱۳۸۔

عمرو بن عاص - ۶۲، ۷۶، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۲،
۱۱۷، ۱۲۸، ۱۶۷، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۰۔

عِیاض بن غَنَم - ۱۷۔

عُیَینہ بن حِصن - ۵۰۔

(غ)

غَزّہ - ۳۲۔

(ف)

فارس - ۷، ۱۶، ۳۰، ۴۵، ۴۶، ۷۱، ۷۵، ۸۳،
۹۰، ۱۰۲، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۴۳۔

فارس (صوبہ) - ۱۳۹۔

فاطمہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۴۹، ۵۳،
۵۵، ۶۳، ۱۰۱۔

فتوح ابن اعثم کوفی - ۱۰۲، ۱۳۰، ۱۵۵، ۱۶۳،
۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱۔

فتوح البلدان بلاذری - ۱۳۰۔

فرات - ۱۶۱۔

فَرافِصہ - ۱۵۲، ۱۵۳۔

فرج الہند - دیکھو اَیلہ۔

فُسطاط - ۷۶، ۸۸، ۸۹، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۶،
۱۷۹، ۱۸۲۔

فَیرین - ۳۹، ۱۰۰۔

(ق)

قادسیہ - ۲۴۔

قاضی ابو یوسف - ۸۰

قاضی حسین دیار بکری - ۹۷، ۹۸، ۹۹

قاضی واقدی - ۱۴، ۳۸، ۸۲۔

قُبار - ۹۰، ۹۱۔

قُبرُص - ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰۔

قَبَق پہاڑ - ۱۵۸۔

قرآن - ۹، ۱۱، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵،
۱۴۶، ۱۸۱۔

قرتیان - ۹۰، ۹۱۔

قریش - ۷، ۳۲، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۴۱، ۴۳، ۵۰، ۵۱،
۵۳، ۶۰، ۶۲، ۸۷، ۱۶۱۔

قُسطُنطِینیہ ۔ ۱۱۷، ۱۳۱، ۱۳۳ ۔

قفص ۔ ۱۴۲ ۔

قیس (قبیلہ) ۔ ۱۶ ۔

قُوہستان ۔ ۳۷ ۔

قیس بن مکشوح مُرادی ۔ ۳۵ ۔

(ک)

کابل ۔ ۹۰ ۔

کتاب الاُم شافعی ۔ ۸۰ ۔

کتاب الاَموال ابو عُبید قاسم بن سَلّام ۔ ۸۰ ۔

کتاب الخراج ابو یوسف ۔ ۸۰ ۔

کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قُرشی ۔ ۸۰، ۸۱ ۔

کتاب السقیفہ واقدی ۔ ۱۰۴ ۔

کتاب الشوریٰ واقدی ۔ ۱۰۴ ۔

کتاب المعارف ابن قُتیبہ ۔ ۹۰

کتاب الوُلاۃ والقُضاۃ کِندی ۔ ۸۹ ۔

کَچھ ۔ ۱۴۲ ۔

کرمان ۔ ۳۹ ۔

کعب بن حَبنکہ ۔ ۱۲۷، ۱۲۸ ۔

کعب بن عُبیدہ ۔ ۱۶۵، ۱۶۶ ۔

کلب (قبیلہ) ۔ ۱۵۲ ۔

کُمیل بن زیاد نَخعی ۔ ۱۳۸، ۱۶۱

کِنانہ (قبیلہ) ۔ ۳۰، ۹۰ ۔ کندی ۔ ۱۹ ۔

کوفہ ۔ ۲۵، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۶۴، ۶۹، ۸۵، ۸۶، ۸۸، ۹۲، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۲ ۔

(گ)

گجرات ۔ ۱۴۲ ۔

(ل)

لنکا ۔ ۱۴۱ ۔

لوطہ ۔ ۱۸۷ ۔

لیبیا ۔ ۴۶، ۸۹، ۱۲۸ ۔

لیلی ۔ ۹۷ ۔

(م)

مؤلفۃ القلوب ۔ ۷۵ ۔

محمد بن اَبی بکر صدیق ۔ ۶۴، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۹۲ ۔

محمد بن اَبی حُذیفہ ۔ ۴۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶ ۔

محمد بن اِسحاق ۔ ۱۴ ۔

محمد بن سائب کلبی - ۱۸۸۔
محمد بن مسلمہ - ۱۷۶۔
مدائنی - ۱۴۔
مدینہ - ۷، ۳۳، ۳۴، ۴۰، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۱، ۸۶، ۸۸، ۹۵، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۸۔
مراکش - ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱
مروان بن حکم - ۴۴، ۴۵، ۹۵، ۹۷، ۱۳۰، ۱۸۳، ۱۸۸۔
مسعودی - ۴۰۔
مسیلمہ - ۱۳۷۔
مصر - ۲۳، ۳۰، ۳۱، ۴۱، ۴۵، ۴۶، ۵۲، ۷۱، ۷۶، ۸۵، ۸۸، ۸۹، ۹۹، ۱۱۷، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۷۷، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۹۲۔
مطلب - ۳۲۔
معاویہ بن ابی سفیان - ۱۱، ۲۷، ۳۰، ۳۴، ۳۷، ۷۹، ۹۲، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۳۱، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۲۔
معاویہ بن مغیرہ - ۴۱، ۴۲۔
مغیرہ بن شعبہ - ۲۱، ۷۶، ۷۸، ۸۵، ۱۸۱، ۱۹۲۔
مقداد بن عمرو - ۵۶، ۶۳، ۱۰۳
مکران - ۱۴۲۔
مکہ - ۳۲، ۳۳، ۷۳، ۷۵، ۷۷، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۷، ۱۲۱۔
ملایا - ۱۴۱۔
ممزق عبدی - ۱۹۲۔
منصور عباسی خلیفہ - ۱۲۵۔
منیٰ - ۷۳، ۷۴، ۷۷
مہاجر بن ابی امیہ - ۱۹۔
مہاجرین - ۴۰، ۵۳، ۵۵، ۶۳، ۶۸، ۱۰۱، ۱۳۴۔
موطا امام مالک - ۸۰۔
موفقیات زبیر بن بکار - ۱۰۴۔
میسوپوٹامیہ - ۸۷، ۱۱۶۔

(ن)

نائلہ - ۵۰، ۱۵۳، ۱۹۲۔

نافع ابو عبداللہ - ۲۱ -

رباج - ۹۰

نجد - ۱۰ -

نجران - ۱۲۱، ۱۲۴ -

نجرانیہ - ۱۲۲ -

نُجیر - ۱۹ -

ندوۃ المصنفین - ۵ -

نصر بن حجاج - ۱۰۲ -

نَتیج - ۸۱، ۸۳ -

نہج البلاغہ - ۵ -

نہر اُبلہ - ۹۰، ۹۱ -

نہر ام عبداللہ بن عامر - ۹۰، ۹۱ -

نہر نافِذ - ۱۴۲ -

نوح ؑ - ۱۸۷ -

نوشیرواں - ۱۵۹ -

نَوفل - ۳۲ -

(ھ)

ہاشم - ۳۲ -

ھَجَر - ۶۵ -

ھُذیل (قبیلہ) ۸۵ -

ھُرمُزان - ۶۸ -

ھند - ۱۴۱ -

ھُود - ۱۸۷ -

(و)

ولید بن عُقبہ - ۲۵، ۲۶، ۲۶، ۴۶، ۴۷، ۸۷،
۸۸، ۹۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۲۱،
۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۷، ۱۳۸،
۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۶۱ -

(ی)

یافا - ۱۱۸

یاقوت - ۱۴۱ -

یحییٰ بن آدم قرشی - ۸۰ -

یزدگرد - ۴۵ -

یزید بن ابی سُفیان - ۹۳ -

یزید بن قیس - ۱۶۸ -

یعقوبی - ۱۰۹ -

یعلیٰ بن مُنیہ - ۲۳ -

یمامہ - ۱۶، ۱۷، ۴۸، ۱۳۶، ۱۴۳ -

یمن - ۳۲، ۷۳، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۳۳ -

یَنبُع - ۳۹، ۷۶، ۱۰۰، ۱۹۱، ۱۹۲ -

یورپ - ۳۰ -

اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۱	درعلی	اورعلی
۱۰	۱۴	نقابل	تقابل
۱۱	۳	بدی	بَدَوِی
۱۲	۳	جبار	اخبار
۱۴	۲۰	سنن	سُنَن
۱۵	۱۶	لیا	کیا
۲۰	۳	نبیوں	کنیسوں
۳۳	۱۵	ام کلثومؓ	ام کلثوم
۳۴	۸	لک	مالک
۴۴	۳	عبداللہ ابن عباص	عبداللہ بن عباس
۹۰	۱۲	قصرا	قصراً
۹۰	۱۲	لیعلموا	لیعملوا
۹۱	۱۷	کتجیرہ	اجواد (سطر ۱۶)
۱۰۲	۱۱	سجاج	حجاج
۱۰۶	۸	بن مسعود	ابن مسعود
۱۷۱	۱۷	سعد	سعید
۱۷۸	۳	عبداللہ بن مسعود	عبداللہ بن سعد